لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحكيم)

الهلال

ایک هفته وار مصوّر رساله

نمبر ۱۲ — کلکته: چہار شنبه ۲۴ شوال ۱۳۳۲ هجری — جلد ٥
Calcutta : Wednesday September 16. 1914.

هز ایکسلنسی لارڈ هارڈنگ بالقابه جنکے زیر صدارت هندوستان میں مصیبت زدگان جنگ کے لیے ریلیف فنڈ قائم هوا هے

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

میر مسئول و محرر خصوصی

احمد المکنیٰ بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
٧/١ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ٨ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ١٢ آنہ

Tel. Address:—"Alhilal." Calcutta
Telephone No. 648.

AL-HILAL.

Proprietor & Chief Editor:

Abul Kalam Azad,

14, McLeod Street,

CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 12
Half-yearly „ Rs. 6-12

الہلال

احمد المکنیٰ بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۱۴ — مکلوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

ٹیلیفون نمبر ۶۴۸

سالانہ — ۱۲ — روپیہ
ششماہی — ۶ — ۱۲ — آنہ

جلد ٥ — کلکتہ : چہار شنبہ ۲۴ - شوال ۱۳۳۲ ہجری — نمبر ۱۲
Calcutta : Wednesday, September, 16, 1914.

ہفتۂ جنگ

نقشہ جنگ میں یکایک انقلاب

(جرمنی کی رجعت)

بارے غنیمت ہے کہ اتنے عرصہ کی مایوس کن مصلحت فرمائیوں کے بعد اب واقعات میں ایک نئی تبدیلی نمایاں ہوئی' اور متحدہ افواج کے پیچھے ہٹنے کی جگہ آگے بڑھنے کی خبریں آنا شروع ہوئیں -

فی الحقیقت یہ ایک غیر متوقع انقلاب ہے جو میدان جنگ میں یکایک رونما ہوا - جبکہ جرمن فوج پیہم اقدام کے بعد پیرس سے ۳٥ میل کے فاصلے پر پہنچ چکی تھی' اور محاصرۂ پیرس اسقدر متوقع تھا کہ فرانس نے دار الحکومت چھوڑ دیا تھا' تو یکایک جرمنی کے مقبوضہ مقامات چھوڑ دینے اور متحدہ افواج کے آگے بڑھنے کی خبریں آنا شروع ہوگئیں - حتی کہ جرمنی اپنے تمام آخری خط ہجوم کو چھوڑ چکی ہے' اور فوج کے ایک بڑے حصہ کے کسی دوسرے مقام پر روانہ ہونے کی اطلاع آ رہی ہے -

"کمپنگن" کے معرکہ کے بعد سے جرمن فوجوں نے اپنی پیشقدمی کا رخ بدلدیا تھا' اور اسوقت سے وہ براہ راست پیرس کیطرف جانے

موجودہ جرمن سرحد کا مشہور جنگی مقام "میٹز" جو سنہ ۷۱ میں جرمنی نے حاصل کیا' اور جہاں قیصر کے ہیڈ کوارٹر قائم کرنے کی خبر آئی تھی -

(قیصر جرمنی فوجی لباس میں)

جو اس وقت لکسمبرگ میں مقیم ہے -

ایم سازا نوف وزیر خارجیہ روس

ڈاکٹر وان بیتھمن - جرمن چانسلر

کے بدلے پیرس کے مشرق کی طرف بڑھرھی تھیں - چنانچہ دریاے مارنے کو عبور کرکے " کولومیرس " نامی ایک مقام تک پہنچ گئی تھیں - کولومیرس پیرس کے ٹھیک مشرق میں دریاے مارنے کے اس پار واقع ہے - اور آجکی اشاعت میں جو نقشہ دیا گیا ہے اس میں دیکھا جا سکتا ہے - لیکن نئی خبروں کا مفاد یہ ہے ، کہ کولومیرس جرمن پیشقدمی کی آخری منزل ثابت ہوا - کیونکہ اسکے بعد ہی پیرس سے فوجیں آگے بڑھیں اور " میرے اور مونٹمیریل نامی دو مقاموں کے درمیان سے حملہ آور ہوئیں" ایک معرکہ بپا ہوا جو دو دن تک جاری رہا - جرمنی کا جو سرکاری تار نقل کیا گیا ہے اسکا بیان ہے کہ " جرمن فوج نے سختی کے ساتھہ اپنے حریفوں کو روکا اور آگے بھی بڑھیں ، مگر جب یہ اعلان کیا گیا کہ دشمن کے نئے کالم آ رہے ہیں تو اسوقت جرمن بازو پیچھے ہٹ گیا"

اس واپسی نے طول کھینچا اور جیسا کہ آج کے (۱۶ - ۷) تاروں سے معلوم ہوتا ہے ، ۱۰ تک برابر جاری رہی - اس اثناء میں جرمن فوج اور اسکے پیچھے پیچھے متحدہ فوجیں بہت سے مقامات سے گزریں جنمیں سے اکثر چھوٹے چھوٹے غیر اہم اور معمولی مقامات ہیں -

غالبا ۸ - ستمبر تک جرمن فوج کا دھنا بازو پیرس کے شمال و مشرق میں " سینلس" سے لیکے " پرورینس " کے قریب تک پہنچ گیا تھا - " پرورینس" پیرس کے مشرق و جنوب میں کولومیرس کے نیچے اور دریاے " سین " کے ساحل سے کسیقدر فاصلہ پر واقع ہے -

یہاں سے انکی فوجیں مشرق و جنوب میں " ٹروائس" سے گزرتی ہوئی پھیلی ہونگی - آگے چلکر " اور سن " ایک مقام ہے - " سین" اور " اور سن" میں ایک خط پیدا ہوتا ہے غالبا جرمن فوجیں اسی خط کے برابر پھیل گئیں -

نئی خبروں سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ آج سے تین دن قبل اس خط سے جرمن فوجیں تقریباً ۵۰ میل ہٹ چکی تھیں ، اسلیے اسوقت جرمن فوج کا خط " سواسنس " سے شروع ہوکر جنوب و مشرق میں ریمس کی طرف جاتا ہوگا -

خلاصہ یہ کہ اسوقت جرمن فوج کا دھنا بازو جو پہلے مقام " بنیلاس" میں تھا ، اب ہٹکے " سوایس سنس" میں آگیا ہے جو پیرس سے ۵۰ میل کے فاصلہ پر ہے - اسمیں غالباً چار آرمی کور یعنی تخمیناً ڈھائی لاکھہ آدمی ہیں - ابھی جرمن فوج کا قلب اور بایاں بازو باقی ہے ، اور اگرچہ اسکے بھی ریمس اور ورڈن کی طرف جانے کی خبر دی گئی ہے ، مگر ابھی تک اسکو شکستہ نہیں کہا جا سکتا -

جرمنی کے دھنے بازو میں وہ فوج تھی جو معرکہ لکسمبرگ کے وقت سے لڑ رہی ہے ، لیکن قلب اور دھنے بازو کی فوج نے صرف معرکۂ " مونس " کے وقت سے لڑنا شروع کیا ہے -

متحدہ افواج نے اعلان کردیا ہے کہ اب انہوں نے مدافعت کی جگہہ حملے کا پہلو اختیار کرلیا ہے - " مونس" کے بعد متحدہ کا یہ پہلا جارحانہ اقدام ہے -

بحالت موجودہ واقعات کی صاف رفتار یکایک اسدرجہ الجھہ گئی ہے کہ کسی صحیح راے کا قائم کرنا بہت مشکل ہوگیا ہے - سول اینڈ ملیٹری گزٹ لاہور کے ایک تار سے معلوم ہوا تھا کہ جرمنی کے یکایک پیچھے ہٹنے سے انگلستان میں یہ سمجھا گیا ہے کہ وہ فرانس کے دھنے بازو پر حملہ کرنا چاہتی ہے ، مگر بعد کے تاروں سے اسکی مزید تصدیق نہ ہوئی -

یہ امر تو بالکل ظاہر ہے کہ جرمنی نے ابتک اپنی تمام قوت پیرس کی طرف کردی تھی ، اس اثناء میں روس نے آسٹریا کے اندر غیر معمولی فتوحات حاصل کرلیں - پس فوج کے ایک حصہ کی نقل و حرکت کے قدرتی معنی یہی ہیں کہ وہ آسٹریا کی مدد اور روس کے روکنے کیلیے روانہ کی گئی ہیں -

اسی طرح ایک عظیم الشان جرمن بیڑہ جسمیں ۴۸ جنگی جہاز ہیں ، بالٹک کی طرف بھی روانہ ہوگیا ہے ، اور غالباً دار الحکومت روس پر بحری حملہ کریگا -

لیکن ان اسباب کا صحیح تعین مشکل ہے جنکی وجہ سے بظاہر جرمنی نے اپنے قدیم خط جنگ کو بدلکر پیرس سے علحدہ ہونا شروع کردیا - جب تک کہ زیادہ صریح واقعات ظاہر نہوں - البتہ آخری دنوں کے تمام واقعات کو جمع کرنے کے بعد ایک نیا خیال سامنے آتا ہے -

جرمنی نے اپنا خط سفر یہ مقرر کیا تھا کہ سب سے پہلے پیرس کا محاصرہ کرے یا تو اسپر قبضہ کرے یا فرانس کو صلح پر مجبور کرے ، لیکن فرانس نے دشمن کو سرپر دیکھکر پیرس خالی کردیا ، اور ساتھہ ہی انگلستان نے ایک نئی تدبیر یہ کی کہ باہم ایک نیا معاہدہ کرکے فوراً اس کا اعلان کردیا جسکا منشا یہ ہے کہ فریق متحدہ میں سے کوئی حکومت جرمنی سے تنہا صلح کرلینے کی مجاز نہوگی - ممکن ہے کہ ان دونوں کارروائیوں نے جرمنی کی پیش قدمی کو بے حاصل کردیا ہو - اس نے سوچا ہو کہ اگر انتہائی فوجی قربانی کے بعد پیرس پر قبضہ کر بھی لیا گیا تو محض ایک خالی شہر کی گلیاں ہاتھہ آئینگی ، جو جدید دارالحکومت سے ۳۰۰ میل کے فاصلہ پر سنسان ہو رہی ہیں ، اور بوجہ نئے معاہدے کے فرانس صلح بھی نہیں کرسکے گا - اس سے بہتر ہے کہ اب قوت کسی دوسرے جنگ پر صرف کی جاے - اسی خیال سے اب وہ پیرس کو چھوڑ رہا ہے - بہر حال

هزایکسیلنسی لارڈ هارڈنگ کے صاحبزادہ لفٹننٹ (آی - سی) هارڈنگ جنکے زخمی هونے کی خبر آئی تھی اور جو اب الحمد لله روبصحت هیں

اس جدید انقلاب کے متعلق ہم بغیر مزید رفتار حال دیکھے ہوے کچھہ نہیں کہہ سکتے -

(حادثۂ خلیج بنگال)

لیکن اس ہفتہ میں سب سے زیادہ عجیب اور سب سے زیادہ غیر متوقع واقعہ ایک جرمن کروزر کا خلیج بنگال میں پہنچنا اور پانچ انگریزی تجارتی جہازوں کو غرق کر دینا ہے - یہ واقعہ اسقدر غیر متوقع ہے کہ اگر اسکی اطلاع ہمیں خود پریس سنسر کے دفتر سے نہ ملی ہوتی تو بمشکل ہم اسے تسلیم کرتے -

یہ حادثہ ۱۰ سے ۱۴ - ستمبر کے درمیان واقع ہوا' لیکن اسکا اعلان اس وقت (۱۵ - کو) کیا گیا ہے غالباً - چین کے طرف سے یہ جہاز آیا تھا اور اپنا وار کرکے پھر مفقود الخبر ہوگیا ہے - اس واقعہ کی اطلاع کے ساتھہ جہاں ہم پبلک کو اطمینان دلاتے ہیں کہ وہ ایک لائٹ کروزر کے ہندوستان آجانے کی خبر سے مشوش خاطر نہو' اور مطمئن رہے کہ اس سے زیادہ وہ اور کچھہ نہیں کرسکتا تھا جو کر گیا - وہاں گورنمنٹ کی بھی غفلت پر متعجب ہوے بغیر نہیں رہسکتے جس کی افسوس ناک بے خبری سے اتنے بڑے نقصان کے پہنچانے اور پریشان کرنے کا دشمن کو موقعہ ملگیا - افسوس کہ اخبار کا آخری فارم چڑھچکا ہے اور مزید گنجایش نہیں - اسلیے تفصیلی حالات آیندہ درج کرینگے -

---

(میدان جنگ سے پہلی رسمی مراسلۃ)

۹ ستمبر کو سر جان فرنچ سپہ سالار افواج برطانیہ نے میدان جنگ سے پہلی تفصیلی مراسلت بھیجی ہے' جسمیں برطانی فوج کے اولین ورود سے اوائل ستمبر تک کے حالات درج ہیں - یہ پہلی مفصل سرگذشت ہے جو فوج کے اعلی ترین افسر کی زبانی ہمارے سامنے آئی ہے :

تار برقیوں میں صرف اسکا خلاصہ بھیجا گیا ہے - ہم اسکا خلاصہ درج کردیتے ہیں :

" انگریزی فوج وقت معینہ کے اندر فرانس میں وارد ہوئی - فوجی اجتماع عملاً ۲۱ - اگست کی شام تک تکمیل کو پہنچ گیا - ۲۱ - کو میں ان مورچوں کی طرف جنکو میں مستحکم سمجھتا تھا اور جہاں سے لڑائی کی طرح ڈالی جانے والی تھی' فوج کو حرکت میں لانے کے قابل ہوسکا - دوسری آرمی کورز " کونڈی " سے " مونس " تک لائن پر متصرف ہوئی' اور اول کورز دوسرے کورز کے دہنے جانب متعین کیگئی - پنجم بریگیڈ رسالہ بانسی پر مسلط ہوا - میرے کرد آوری کے دستوں اور آلات پرواز کی دیکھہ بھال دشمن کے پھیلاو کا پتہ لگانے میں قاصر رہی - ۲۳ - اگست کی خبروں سے منکشف ہوا کہ دشمن نے اسی قدر طاقت سے حملے شروع کردیے ہیں - بالخصوص مونس اور بنسی میں ہمارے مورچہ کے دہنے بازو پر دشمن کا بہت بڑا زور ہے - اسپر رسالہ نے بنسی کو خالی کردیا' اور دشمن اسپر مسلط ہوگیا - جنرل ژوفری نے پیغام بھیجا کہ فرانچ لشکر پیچھے ہٹ رہا ہے' کیونکہ دشمن نے ۲۲ - اگست کو شارای اور نامور کے مابین دریاے سیمبر کے راستوں پر قبضہ کرلیا تھا -

۲۳ - اگست کی شب کو تمام لائن پر جنگ جاری رہی - "موبیوژ" کی طرف ہٹتے ہوے دوسرے دستے کے تیسرے ڈویژن کو دشمن نے سخت نقصان پہنچایا' اور مونس پر مکرر حملہ کیا -

لیکن دوسرا دستہ کسی قدر مورچہ بندی کے ساتھہ ٹہرارہا اور پہلے دستے کو بتدریج مراجعت کرنیکا موقع ملگیا - شام کے

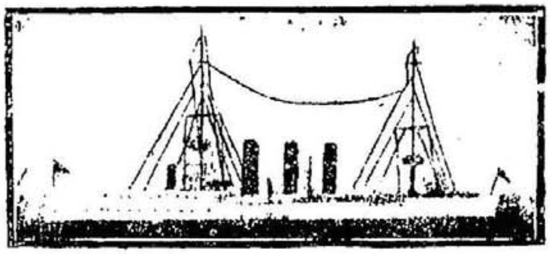

جہاز ایمڈن جس نے پانچ
انگریزی جہازوں کو ڈبو دیا

سات بجے وہ موبیوز پہنچا - میں پہلے سے میجر جنرل الینبی کو اپنے بائیں جانب کام کرنیکا حکم دیچکا تھا جہاں دشمن بڑی مستعدی ظاہر کر رہا تھا - صبح کو جنرل النبالی کو سر چارلس فرگیوسن کا پیغام پہنچا کہ پانچویں ڈویژن پر بہت زور پڑا ہے - وہ اپنا رسالہ لیکر امک کو پہنچے - اس لڑائی کے اثنا میں بریگیڈیر جنرل ڈی لسلی نے جرمنی کے آگے کی پیدل فوج پر حملہ کرکے اسے منتشر کرنیکا موزوں موقع تصور کیا - لیکن مقصود منزل سے پانچسو گز ادھر تاروں کے جال نے اسے روک لیا اور اسطرح پیچھے ہٹنے میں سخت نقصان پہنچا - اسکے بعد میں نے دریاے سوام یا اونس پہنچنے کا ارادہ کیا' جسکی وجہ یہ تھی کہ میرے دہنی جانب فرنچ سپاہ مسلسل طور پر پیچھے ہی ہٹتی جاتی تھی اور ہماری فوج بالکل بے پناہ رہگئی تھی - دشمن کے مغربی دستوں کا منشا مجھے گھیر لینے کا تھا اور ان سب سے بڑھکر یہ کہ میری سپاہ بہت خستہ ہوگئی تھی -

۲۵ کو پہلا دستہ دن بھر سفر کرتا رہا اور دس بجے شب کے لانڈ ریسز میں پہنچا - میں چاہتا تھا کہ کسی قدر اور مغرب کی طرح بڑھکر لی کاٹو اور لانڈ ریسیز کے درمیانی حصے کو معمور کردیتا - مگر سپاہی تھکے ہوے تھے - اسلیے وہ سستانے کے بغیر آگے بڑھنے کے قابل نہ تھے -

مگر دشمن نے انہیں آرام لینے کی اجازت نہ دی -

۲۴ کو ساڑھے ۹ بجے شب کے لانڈ ریسیز میں محافظ بریگیڈ پر تہم جرمن دستہ نے سخت حملہ کیا' مگر بریگیڈ نے نہایت بہادری سے مقابلہ کیا - دشمن شمالی جنگل سے نکلکر شہر کے بازاروں میں در آیا تھا - سات سو سے لیکر ایک ہزار تک دشمن کے نقصان جان کا اندازہ کیا جاتا ہے "

اسکے بعد مراسلۃ میں چار روزہ جنگ کے سخت نقصانات پر اظہار افسوس کیا گیا ہے - مگر "یہ نقصان نا گزیر تھا' کیونکہ مجتمع ہونے کے دو روز بعد ہی جرمن کے پانچ دستوں کے سخت حملوں کا برٹش سپاہ کو متحمل ہونا پڑا "

ممکن ہے کہ اس مراسلت میں متحدہ افواج کے بار بار پیچھے ہٹتے رہنے کے اسباب سے کوئی تفصیلی بحث کی گئی ہو' لیکن جو حصہ تاروں میں آیا ہے' اس سے اس سوال پر کچھہ زیادہ روشنی نہیں پڑتی' اور صرف اسی قدر معلوم ہوتا ہے کہ انگریزی فرانسیسی افواج کے پہنچنے کے بعد جرمن فوج نے طاقتور حملے کیے' اور رفتہ رفتہ متحدہ افواج کو مونس سے ہٹکر سرحد فرانس کے اندر کونڈی پر اور پھر دریاے سوام تک چلا آنا پڑا -

ہم نے گذشتہ اشاعت کے افتتاحیہ میں متحدہ افواج کے معرکوں پر بحث کی تھی' اور ان پانچ خطوط دفاع کے نتائج پر نظر ڈالی تھی جو یکے بعد دیگرے متحدہ افواج نے بنائے اور چھوڑے - ساتھہ ہی انکا ایک نقشہ بھی دیا تھا - لیکن اسوقت تک کوئی یکجا مفصل بیان ہمارے سامنے نہ تھا - زیادہ تر قیاس اور متفرق خبروں کے منفردہ واقعات سامنے تھے - اب سر جان فرنچ کی مراسلت

نے انگریزي اور فرانسیسي خطوط مدافعت کے مقامات راضح اور قطعي طور پر بتادیے هیں -

اب هم اس مراسلت او سامنےرکهکر ایک دوسرا نقشه بناتےهیں- اسکے دیکهنے سے راضح هوجائیگا که هم نے جو صورت حال اس مراسلت کي اشاعت سے پہلے قرار دي تهي رہ بالکل صحیح نکلي البته بعض جزئیات اس میں زیادہ راضح هوگئے هیں جنکا تذکرہ تاربرقیوں میں نه تها -

دوهري جدولیں دریاؤں کي هیں - سب سے پہلے دریاے مي‌یوز کا سلسله شروع هوتا ہے جسکے کنارے پر لیبژ اور نامور کے قلعے واقع هیں - نامور کے قریب آکر اسکا رخ مڑ گیا ہے اور مغرب کي جگهه جنوب مشرق هو کر فرانس میں چلا گیا ہے - فرانس کا مستحکم قلعه وردن بهي اسي پر واقع ہے -

لیکن نامور سے ایک دوسرے دریا کا خط بهي آپ دیکهه رہے هیں' جسکے کنارے پر "شارلي راے" اور سرحد فرانس کے اندر " موبیوژ" واقع ہے - اسکا نام " سامبرے " ہے - اسکا تذکرہ آغاز ورود افواج متحدہ کے وقت بار بار هوا تها -

نیچے سرحد فرانس کے اندر دریاے سوام ' ایزن ' اور مارنے بهي راضح طور پر دکهلاے هیں جنکا نام موجودہ جنگ نے صدیوں تک کیلیے مشہور کردیا ہے - ایزن اور مارنے کے درمیان فرانس کا مشہور قلعه "ریم" ہے -

سرجان فرنچ کي مراسلت سے معلوم هوتا ہے که انگریزي فوج نے سب سے پہلے مونس میں اپنا کام شروع کیا - ۲۲ کو جرمني فوج نے " طاقت ور" حمله کیا اور رہ مجبوراً سرحد فرانس سے هٹ کر موبیوژ کے پاس چلي آئي - فرانسیسي فوج انکے دهنے جانب " لیل " میں موجود تهي نقشه میں لیل کا سیاہ مربع نشان آپ کے بائیں جانب خط سر سرحد بلجیم و فرانس کے نیچے موجود ہے' لیکن غلطی سے وهاں نام لکهنا رهگیا -

اسکے بعد هي جرمن فوج نے بهي سرحد فرانس کو عبور کرلیا' اور انگریزی فوج کو مع فرانسیسي افواج کے دو بارہ جگهه خالي کرنی پڑي - ۲۵ کو رہ کیمبرے پہونچي اور راس تمام عرصے میں عظیم الشان معرکه جاري رها - بالاخر ۲۶- کي صبح طلوع هوئي جسے هم نے

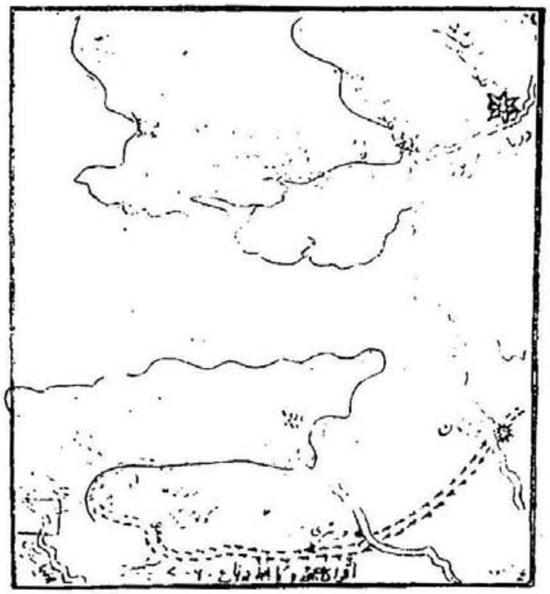

" یوم التغابن " کے نام سے تعبیر کیا تها' اور ایک هولناک چار روزہ معرکے کے بعد یه خط بهي چهوڑ دیا گیا -

۲۶- کو انگریزي فوج دن بهر متصل کوچ کرنے کے بعد دریاے سوام کے پاس پهنچي - لیکن دشمن کے حملے نے اس جگهه کے ترک پر بهی مجبور کردیا -

اسکے بعد " امینس " سے متحدہ کا خط مدافعت شروع هوا' جسمیں بمقام " لافیرے " دریاے اوئس کے کنارے انگریزي فوج مقیم تهي' لیکن یہاں سے بهی پیچهے هٹنے پر مجبور هوئی اور یکم ستمبر کو " امپیگن " کے دونوں کناروں پر چلي آئی - ۳ - ستمبر کو " سیلی " میں اسکي موجودگی کي اطلاع دي گئي تهي- یہاں سے بهي پیچهے هٹنے کے بعد آخري متحدہ خط "مارنے" سے لیکر وردن تک پهیلا دیا گیا - اسمیں پیرس سے قریب تر مقام کلومیرس تها جو صرف ۳۵ میل کے فاصلے پر ہے - اور خط " ریفري " هوتے هوے وردن تک پہنچ گیا تها- لیکن اخر کو جرمن فوج کے " لافرتے" آنے ' ریم پر قبضه کرکے مارنے کو عبور کرنے ' اور نان ٹیول اور کولومیرس تک پهنچ جانے نے اس خط سے بهي پیچهے هٹا دیا' اور اسی خط کے تمام سلسلے پر جرمن نے اپنا خط هجوم مقرر کرکے وردن کو "میٹز" سے ملادیا - گذشته هفته میں هم اسکا نقشه دے چکےهیں -

اس نقشه میں تاریخ وار صرف انگریزي خطوط دکهلاے هیں اور گذشته اشاعت کے نقشے میں فرانسیسي فوج اور انگریزي فوج دونوں کا متحدہ خط دکهلایا تها - مثلاً اس نقشه میں ۱ - ستمبر کا خط صرف " کمپیگن " کے پاس نظر آتا ہے لیکن فرانسیسي فوج کے ساتهه ملکر وہ " ریم " تک چلا گیا تها -

اس مراسلة نے همارے گذشته افتتاحیه کے تمام بیانات کی تصدیق کردي -

تخلیــه پیـرس

هفتۂ زیر تحریر کا آغاز تخلیۂ پیرس کے واقعه کو بهي روشني میں لاتا ہے -

اس واقعه کا قدرتي طور پر جو مقصد راضح هوتاتها ' انگلستان کے " ماهرین جنگ " کي راے میں فوجي اسرار و غوامض بالکل اسکے برعکس تهے - چنانچه حکومت فرانس کے بوردو منتقل هونے کے ساتهه هی اطلاع دي گئی تهی که " لندن میں عام طور پر اس انتقال کو ایک قابل صد تعریف فوجی تدبیر قرار دیا گیا ہے ' اور فرانس کی تحسین کی جارهي ہے که اس نے بہت بہتر کیا "

یقینا یه ایک فوجی تدبیر تهي' لیکن ویسی هي تدبیر جیسی کوئی جماعت دشمن کو سر پر پہنچتا دیکهکر اور اپنے ارد گرد کے سامان حفاظت کو ناقابل اطمینان پاکر آخري علاج کے طور پر تدبیرا عمل میں لاتی ہے - اسلیے اس واقعه کی اصلیت سمجهنے کیلیے غالبا کسی مزید توجیه کی ضرورت نه تهي -

اصل یه ہے که سنه ۱۸۷۱ کے محاصرۂ پیرس کے مصائب فرانس کے سامنے تهے' اور گو پیرس کے نئے استحکامات نے محاصرہ کی کامیابی کو اسقدر آسان نه رهنے دیا هو جیسا که اسوقت تها ' تاهم استحکامات مکان کو مضبوط کر سکتے هیں' مگر محصوري کي مصیبتوں کو کم نہیں کر سکتے - اسلیے جب جرمن فوج

کولومیرس تک پہنچ گئی (جسکا صحیح فاصلہ پیرس سے اب ۳۵ میل کا متحقق ہوگیا ہے) تو قدرتی طور پر معاصرہ کا وقت الیم سامنے آگیا، اور اسکے سوا کوئی صورت نجاح نظر نہ آئی کہ پیرس کو خالی کر دیا جائے، اور دشمن سے ۳۰۰ میل دور جا کر حکومت قیام کرے -

اگر "جنگی مصلحت" کا سر عظیم و مخفی یہی تھا تو یہ بالکل ٹھیک ہے، اور اس خبر کے سنتے ہی ہر متنفس نے یہی سمجھا تھا، مگر اسکے ساتھہ ہی رسمی اطلاعات میں یہ ظاہر کرنا کہ "اسکو فرانس کا ضعف اور اضطراب نہ سمجھا جائے" واقعات کی قدرتی زنجیر میں ایک ایسی کڑی کو رکھنا ہے جو باقی کڑیوں سے بالکل مختلف ہے -

پیرس آدمیوں سے خالی ہوگیا ہے - دنیا کا وہ حسین و جمیل شہر جو ابسے چند ہفتے پیشتر تمام سطح ارضی کے لیے اپنی رونق اور عیش و نشاط میں کشش رکھتا تھا، اب ایک ایسی مصیبت بن گیا ہے جس سے انسان دور رہنا چاہتا ہے - چوبیس گھنٹہ میں ایک لمحہ بھی ایسا نہیں آتا جب دریا اور خشکی کی راہیں جانے والونکی پیہم قطاروں سے خالی ہوں - حتی کہ ریلوے وغیرہ کے تمام کاموں میں مردوں کی جگہہ عورتیں کام پر لگائی گئی ہیں - پیرس کی کل آبادی بیس لاکھہ آدمیوں کی بتلائی جاتی تھی - ساڑھے سترہ لاکھہ انسان چند دنوں کے اندر اس سے نکل گئے ہیں - اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ موجودہ تاریخ عالم کا یہ سب سے بڑا ہولناک تخلیہ ہے، جسکی نظیر صدیوں سے دنیا میں نہیں ملتی -

اس مہیب منظر کو اپنے سامنے لاو کہ دنیا کے ایک عظیم الشان شہر کے پھاٹک ہر طرف سے کھلے ہوے ہیں، اور ساڑھے سترہ لاکھہ انسان جن میں عورتوں اور بچوں کی حیرانی بھی شامل ہے، دو چار دن کے اندر ہی اندر اس سے نکل جانا چاہتے ہیں! پھر جنگ کے ہولناک نتائج کی یہ کیسی انقلابی قسط ہے جو اسقدر جلد دنیا کے سامنے آگئی ہے، اور اگر اس اضطراب و دہشت کے اندر سے اولوالعزمانہ اطمینان اور فیروزمندانہ سکون و ثبات کی صدائیں اٹھہ رہی ہیں، تو افسوس کہ ایسی عجیب و غریب صداؤں کے سننے کیلیے ماہرین تدابیر مخفیۂ جنگ کی طرح ہمیں قوت سامعہ نہیں ملی ہے!

اس ہفتہ کے آغاز سے نقشۂ جنگ میں جو یکایک انقلاب ہوگیا ہے، اسکی اطلاعات کے ضمن میں تخلیہ پیرس کی حقیقت زیادہ نمایاں ہوگئی ہے - ہم اس قسم کے مواقع کے ابتدا سے شکر گذار رہے ہیں، جنکے ضمن میں بہت سے غیر معلوم واقعات خود بخود روشنی میں آ جاتے ہیں -

۸ - کا تار ہے کہ متحدہ افواج کی جدید کامیابی اور جرمن فوج کی واپسی نے محاصرۂ پیرس کے خوف کو بہت کچھہ دور کردیا ہے اور اب پیرس میں اطمینان پھیل رہا ہے - یہاں تک کہ خیال کیا گیا ہے کہ اب بوردو سے حکومت کو واپس آجانا چاہیے!

اگر پہلے پریشانی نہ تھی تو اب اطمینان کس بات پر ہے؟ اگر پیرس کا چھوڑنا محض محاصرے کے خوف سے نہ تھا، تو اب دشمن کے دور ہونے پر کیوں دوبارہ پیرس میں چلے آنے کا خیال پیدا ہوا ہے؟

اس بحث سے ہمارا مقصود صرف یہ ہے کہ واقعات کو بغیر انکی غیر منطبق توجیہات کے چھوڑدینا ہی بہتر ہے، اور اس قسم کی توجیہیں جو آگے چلکر واقعات کا ساتھہ نہ دیسکیں، اطمینان کی جگہ دلوں میں اور زیادہ خلجان پیدا کر دیتی ہیں - حالانکہ ہم سب کو کوشش کرنی چاہیے کہ پبلک میں شک و شبہہ پیدا نہ ہونے دیں -

مسئلہ "وفاداری" اور "پایونیر"

عین اسوقت جبکہ امن و سکون کی ایک نازک آزمایش میں ملک کا ہر گروہ صرف وقت کی ضرورت اور مصلحت کے سوال ہی سے دلچسپی لینا چاہتا ہے، ہم میں سے یقیناً کسی شخص کو اسکی آرزو نہوگی کہ وہ خطرناک "فرانسس جوزف" کی طرح اعتماد اور باہمی صفائی کے حصار پر پہلی گولی چلانے کی ذمہ داری اپنے اوپر لے - کیونکہ کتاب پیدایش کے مقدس لٹریچر میں بدی کا جو ہاتھہ قائن (قابیل) نے ہابل (ہابیل) پر اٹھایا تھا، دنیا کی تمام آنے والی بدیوں کی ذمہ داری اسی پر ہے!

لیکن افسوس کہ گولی چل چکی ہے، اور اسلیے "فرانسس جوزف" کی طرح نہیں جس نے پہلا قدم اٹھایا، بلکہ "سر ایڈورڈ گرے" کی طرح جنہیں مجبوراً سفارتی تعلقات قطع کرنے پڑے، ہم اس ناگوار اور خلاف وقت بحث میں حصہ لینے کیلیے مجبور ہوے ہیں -

روس کی لیمبرگ کی طرف فتحمندانہ پیش قدمیوں کے بعد اسکا فیصلہ مشکل ہوگیا ہے کہ دنیا کا یہ سب سے زیادہ تجربہ کار بادشاہ اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنے کی کہاں تک قابلیت رکھتا ہے جبکہ وہ دنیا کی صلح جویانہ درخواستوں کو مغرورانہ ٹھکراتا ہے؟ تاہم اس سے پہلے ایسا نہ تھا - اسی طرح گو بحالت موجودہ اسکا فیصلہ مشکل ہو کہ ہندوستان کا ایک سب سے زیادہ تجربہ کار اینگلو انڈین پریس (پایونیر) اپنی ذمہ داریوں کے سمجھنے کے لیے کہاں تک مستعد ہے جبکہ اس نے ۱۰ - ستمبر کی اشاعت میں تیس کرور باشندگان ہند کی وفاداری کو ٹھکرایا ہے؟ تاہم اگر اس نے موجودہ "ٹیوٹینک اخلاق" کی تقلید اسی طرح جاری رکھی تو کچھہ عجب نہیں کہ گلیشیا کے میدانوں کی طرح الہ اباد کے ایک وسیع پرنٹنگ ہاؤس کے صحن میں بھی "ذمہ داری" کا مفہوم سمجھا جا سکے!

چنانچہ حاکمانہ رد و قبول کی ایک ایسی بلندی پر سے جو بظاہر لارڈ ہارڈنگ کو بھی نصیب نہیں، وہ ہندوستان کے موجودہ اظہار وفاداری کو طے شدہ مسئلہ کی جگہہ ایک بحث طلب سوال کی شکل میں دیکھتا ہے، اور کونسل کے پچھلے اجلاس کی تقریروں کی نیابتی حیثیت پر حملہ کرنے کے بعد لکھتا ہے:

"ہندوستان کی عام راے مصنوعی چیزوں کی طرح ہر سال ترقی کر رہی ہے - یہ مشہور ہے کہ صوبوں کے خاص شہروں کے علاوہ بڑے شہروں میں بھی درجنوں ایسے اشخاص موجود ہیں جو ہر قسم کی نیابتی مجلسیں منعقد کرتے ہیں - ایک جلسہ کی روئداد کی اشاعت کے ساتھہ ہی ہر مرکزی مقام اور ضلع میں اسی قسم کے جلسوں کے انعقاد کا سلسلہ جاری کردیا جاتا ہے اور انہی مضامین کی تجویزیں پاس ہونا شروع ہوجاتی ہیں"

ہندوستان کے اس سب سے بڑے حکمفرما کے عقیدے میں (جو اتنا بڑا ہے کہ ہندوستان کی وفاداری کی بحث میں اسے لارڈ ہارڈنگ اور مسٹر ایسکویتھہ کی صف میں بیٹھنے سے بھی عار آتی ہے) وفاداری کے موجودہ اعلانات "مصنوعی" چیزوں سے مثال پانیکے مستحق ہیں - کونسل کے ممبروں کے اظہارات عام پبلک کے پوشیدہ جذبات سے مختلف ہیں، اور وہ صدہا جلسے اور رزولیوشن جو پچھلے پانچ ہفتوں کے اندر ہندوستان کے تمام طول و عرض میں ترتیب دیے گئے، اس سے زیادہ قیمت پانے کے مستحق نہیں کہ

محض چند لوگوں کی ایک سازشی اور مصنوعی سلسلہ جنبانی ہے، جنہوں نے اپنے ایجنٹ ہر جگہ رکھہ چھوڑے ہیں!

اسکے بعد وہ افسوس کرتا ہے کہ گورنمنٹ اف انڈیا اس موقعہ پر اپنے مرکز کو جو مدد دیسکتی تھی، اس سے کافی طور پر عہدہ برا نہوئی، اور پھر اس ہندوستانی فوج کے متعلق (جسکا تذکرہ ۴ سپٹمبر کو کلکتہ هال میں کیا گیا) اور (غالباً) الکتہ بار کے ان ہندوستانی ممبروں کے متعلق جنہوں نے جنگ میں "قلیوں" اور "کہاروں" تک کا کام کرنے کیلیے اپنے تئیں بلا شرط ڈالدیا اگر وہ سپاهی کی ڈیوٹی بجالانے کے قابل نہوں، یہ نا قابل فراموش رائے دیتا ہے:

"هم لوگ اطمینان کے ساتھہ ہر ہندوستانی فوجی دستے کو جرمنی کے مقابلہ پر نہیں بھیج سکتے اور اندرونی امن کو بیرسٹر والنٹیروں پر نہیں چھوڑ سکتے - همکو معلوم ہے کہ ہندوستان کے ایجی ٹیٹروں نے فوج کو بہکانے کی کوشش کی تھی، اور شاید ان میں وہ لوگ بھی شامل تھے جو آج وفاداری کے رزولیوشن پاس کر رہے ہیں"

اسکے ساتھہ هی وہ خوف ظاہر کرتا ہے کہ ہندوستانی فوج کے اندر ان "ایجی ٹیٹروں" کے پھیلائے ہوے "جراثیم" موجود ہوسکتے ہیں اور اسلیے فرانس کے فیصلہ کن میدان میں انکا تجربہ کوئی دانشمندانہ عمل نہوگا -

یہ ہے ایک سرسری اندازہ اس قیمت کا جو "پایونیر" ہندوستانیوں کو انکی موجودہ وفاداری کی جانچ کرلینے کے بعد دینا چاهتا ہے:

فماربحت تجارتھم و ما کانوا مہتدین!

جنگ کا اعلان ہوتے هی تمام ہندوستان میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک جس تاریخی اتحاد اور سرعت کے ساتھہ ملک کے هر گروہ نے عہد وفاداری کی تجدید کی، پایونیر کی نگاہ میں وہ ایک "مصنوعی" قسم کی پبلک اوپینین ہے اور ذرا بھی قابل لحاظ نہیں - ملک کے ہر گوشے سے "جان و مال" کی غیر مشروط اور انتہائی درجہ تک پہونچی ہوئی صدائیں اٹھیں، مگر وہ اسے ایک سونچی سمجھی ہوئی سازشی وفاداری قرار دینے میں بالکل بیباک ہے -

تمام ملک نے اپنی بڑی سے بڑی شکایتیں بھلادیں، اور ماضی کا پورا دفتر جو اکثر حالتوں میں خوش آیند نہ تھا، یک قلم تہہ کردیا گیا - گورنمنٹ نے افسردہ کن بے توجہی کے ساتھہ پبلک کو فوجی خدمات میں لینے سے اغماض کیا، مگر اسکے جوش میں فرق نہ آیا - وہ اسکے لیے بھی طیار ہوگئی کہ زخمیوں کے بستر اٹھانے اور انکی کاڑیوں کو کھینچنے هی کیلیے اسے قبول کرلیا جاے اس سے بھی انکار کیا گیا، اور دو هزار آدمیوں کو لینے کی منظوری دیکر ملتوی کردی گئی - با ایں همہ اسکی آمادگی میں ذرا بھی فرق نہ آیا - پھر جان کے بعد مال کی منزل آئی، اور گو یورپ کی جنگ نے بے قصور ہندوستان کو ناگہانی افلاس اور خوفناک بیکاری سے دوچار کردیا ہے، تاهم اسکے لیے بھی ہر جماعت آگے بڑھی اور مہاراجہ میسور کی یادگار رقم سے لیکر امپیریل ریلیف فنڈ کی چھوٹی رقموں تک، ہندوستانیوں نے عام طور پر اسمیں حصہ لیا - اسکی فوج سب سے زیادہ کم تنخواہ پر سب سے زیادہ جاں نثاری ظاہر کرنے میں کبھی بھی پیچھے نہ رہی، اور اب بھی اپنی جانوں کو هتیلیوں پر لیکر اندرون فرانس کے اندر پھیل گئی ہے - یہ سب کچھہ ہو چکا ہے اور ہو رہا ہے - فضا ساکن ہے اور موسم پر امن - سمندر کی سطح جیسی اب خاموش ہے کبھی نہ ہوئی، اور "وقت" کے حکم کا جیسا اعتراف اب کیا گیا ہے ویسا کبھی بھی نہیں کیا گیا - تاهم اعتماد اور یقین کے اس عام سکون میں یکایک شک اور فتنہ کی ایک بے هنگام صدا اٹھتی ہے، اور کمزور دلوں کو شک اور ناقابل برداشت بے اعتمادی کے حملے سے مجروح کرنا چاہتی ہے -

یہ پایونیر ہے جو ان حقیقتوں سے کھلے طور پر انکار کرتا ہے، جنسے نہ تو لارڈ هارڈنگ کو انکار ہے اور نہ مسٹر ایسکویتھہ کو، اور پھر اس وقت انکار کرتا ہے جبکہ وقت کے تغیرات کے لحاظ سے بھی ہندوستان کی وفاداری کو اسقدر حقیرنہ ہونا چاهیے جیسا کہ اس سے پہلے انگلو انڈین نقطۂ خیال سے رهی ہے - پھر کیا همیں بتلایا جا سکتا ہے کہ اگر شک اور خوف کا یہ بیج خدا نخواستہ پھل لاے، تو اسکی کراهت کا ذمہ دار کون هوگا؟

اعتماد اور سکون کی دیواریں پوری طرح بلند ہوچکی تھیں اور انسے ایک مستحکم قلعہ کا کام لیا جا سکتا تھا، لیکن پایونیر اور اسکے هم آواز (اگر کچھہ هوں تو) اس امر کے ذمہ دار هیں کہ انہوں نے ان دیواروں پر حملے کا سب سے پہلا قدم اٹھایا ہے - انکے لیے بہتر تھا کہ وہ سر ایڈورڈ گرے کی پالیسی کی پیروی کرتے جنکی امن جوئی کی سرگذشت ۴ سپٹمبر کو برطانی وزیر اعظم نے خوفناک "بیرسٹر والنٹیروں" کے تذکرہ سے کچھہ پہلے سنائی تھی - نہ کہ کونٹ بر چٹولڈ کے دیوان جنگ کی جس نے "پہلا قدم" اٹھانے کی ذمہ داریوں میں اپنی تمام عاقبت اندیشی گم کردی ہے -

بدقسمتی سے اس نئے علم الجراثیم (Bacteriology) کے متعلق همیں کچھہ معلوم نہیں ہے، جنکے جرمس ہندوستان کے فوجی اعضاء میں متعدی ہوچکے هیں، اور جنکو ایک پر آشوب جنگی عہد میں دریافت کرنیکی پایونیر کی اینگلو انڈین اکاڈیمی نے عزت حاصل کی ہے - البتہ بغیر کسی مائکرسکوپ (Microscape) کے هم ان خطرناک جراثیم کو دیکھہ رہے هیں، جو اس قسم کی زهریلی تحریروں کے هر لفظ کے اندر موجود هیں، اور جنکے دیکھنے کے لیے پایونیر کی طرح کسی جدید ساختہ "بغاوت نما" (Sedionoscope) آلے کی ضرورت نہیں ہے - کیونکہ هر عقل اسے محسوس کر سکتی ہے، اور هر عاقبت اندیشی اسکےلیے دیدہ ور ہے -

اگرچہ ہندوستانیوں کی وفاداری کیلیے یہ ایک سخت دلشکن اور درد انگیز حملہ ہے جو کیا گیا ہے، تاهم هم انہیں سمجھائینگے کہ یہ پہلا هی واقعہ نہیں ہے جس سے وہ متاثر هوں - بد قسمتی سے اینگلو انڈین پریس کی تاریخ ایسے نظائر سے پر ہے - پس انکو چاهیے کہ وہ پایونیر اور اسکے هم مشربوں کے پاس اپنی قسمت کی قیمت نہ ڈھونڈھیں، بلکہ انکی طرف دیکھیں جنہوں نے بالاتفاق انکے لیے کامل اعتماد اور یقین کے پے درپے اعترافات کیے هیں، اور وهی انکی قسمت کے مالک هیں - وہ ہندوستان کے چاروں بڑے صوبوں کے حکمرانوں کی طرف متوجہ هوں جنہوں نے انکی وفاداری کا بہتر سے بہتر لفظوں میں اعتراف کیا ہے - وہ ہندوستان کے اس سب سے بڑے حاکم کی آواز سنیں جس نے پچھلے کونسل هال میں انکی جاں نثاریوں کی داد دی ہے، اور یہ بالکل بھلادیں کہ الہ آباد کے "پرنٹنگ هاوس" میں شملہ کے "وایسرائگل لاج" سے زیادہ خطرناک عقلمندی کا دعوا پرورش پارها ہے - سب سے آخر مگر سب سے زیادہ انہیں تاج کے اس یادگار اعلان پر اپنی نظریں جمادینی چاهئیں جو اسی هفتہ کے آغاز کا پہلا یادگار واقعہ ہے -

لیکن ساتھہ هی هم گورنمنٹ سے بھی یہ سوال کیے بغیر اس مضمون کو ختم کرنا نہیں چاهتے کہ کیا وہ ایسی زهریلی رائیوں کے نتائج پر غور کرنیکی جانب کوئی مستعدی دکھائیگی؟ کیا وہ اپنے ایسے مشیروں کو یہ مشورہ دیسکتی ہے کہ اگر انکے پاس همارے لیے اسکے سوا اور کچھہ نہیں ہے، تو کم از کم اس موقع پر تو ایسے خیالات کا اظہار ملتوی رکھہ سکتے هیں؟

افسوس کہ ہندوستان کا پریس ایکٹ (بقول حکیم سولن کے) مکڑی کا جالا ہے، جو ہندوستانی پریس کی مکھی کو تو اپنے اندر قید کرلیتا ہے، لیکن انگلو انڈین پریس کی لاٹھی کے سامنے نہیں ٹھہر سکتا!

الهلال

۲۴ شوال ۱۳۳۲ هجري

غــزوات اسلامیه

اور اسکی یادگاریں

(۱)

سیلاب آتا ہے تو اوسکی سطح پر سر بفلک عمارتیں حباب کی طرح تیرتی پھرتی ہیں - زلزلہ آتا ہے تو فقیروں کی جھونپڑی کے ساتھہ قصر شاہی کے ستون بھی متزلزل ہو جاتے ہیں - آندھی چلتی ہے تو سب سے پہلے عظیم الشان محلوں کے کنگرے ہی اونکے سامنے سر تسلیم خم کرتے ہیں !

جنگ بھی ایک سیلاب ہے ' جو تمدن کے آثار کو بہا لے جاتا ہے - لڑائی بھی ایک زلزلہ ہے ' جو نظام امنیۃ کی بنیادوں کو دفعتاً ہلا دیتا ہے - معرکہ کار زار بھی ایک آندھی ہے ' جو علم و تہذیب کے ایک ایک ریشے کو بیخ و بن سے اوکھاڑ کر پھینکدیتی ہے !

دنیا کی تاریخ نے ہر زمانے میں اسکی دردناک مثالیں بکثرت پیش کی ہیں - بخت نصر اوٹھا اور بیت المقدس کو برباد کردیا - ایرانی آے اور بابل کے قدیم تمدن کو تاراج کرکے چلے گئے - رومی نکلے اور کارتھیج کی سر زمین کو آگ اور خون سے بھردیا - سکندر یونان سے نکلا اور ایران کی در و دیوار کے ایک ایک نقش کو مٹا آیا - تاتاری اوبھرے اور بغداد کے قدیم آثار تہذیب کو دجلہ میں ڈبودیا -

اس قسم کے حملوں نے مادی یادگاروں کے ساتھہ ہمیشہ روحانی یادگاروں کو بھی فنا کردیا ہے - تاتاریوں نے بغداد کے کتب خانے کا ایک ایک حرف دجلہ کے بہتے ہوے پانی سے دھو دیا ' اسکندریہ کا عظیم الشان کتب خانہ آگ کے شعلوں کی نذر ہوگیا ' ایران نے تاج شاہی کے موتیوں کے ساتھہ اپنے علمی جواہر بھی غارتگروں کے پانوں پر نثار کردیے ' سیکڑوں بت خانے منہدم ہوگئے ' سیکڑوں مسجدیں ویران ہوگئیں ' ہزاروں گرجے گرادیے گئے ' [illegible] اور مدارس برباد ہوگئے !

(دارالعلم لووین کی بربادی)

آج خود یورپ ہی کی روایت سے خود یورپ [illegible] وحشیانہ مثال کا ہماری معلومات میں اضافہ ہوا ہے [illegible] علم و تمدن کی اس سب سے بڑی محافظ قوم کو بصورت [illegible] ایا گیا ہے جو آج فلسفہ اور صناعۃ کی نئی عمارتوں کا اصلی ستون ہے - جسکی سر زمین نے علم کی سب سے بڑی خدمت کی ' جسکے حکماء نے فلسفہ کی نئی زندگی کیلیے سب سے پہلے نفخ روح کیا ' جس نے مشرقی علوم و آثار کو سب سے پہلے بچایا ' جسکے فلاسفہ نے ارسطو کی عظمت خاک میں ملادی اور یونان کے علمی تسلط کی جگہ اپنے عرش فکر و ادراک کے آگے تمام دنیا کو مسجود کرایا ' جسکا ملک سب سے بڑا دار الصنائع ' جسکے دار العلوم سب سے زیادہ پایگاہ علم ' اور جسکی قوم سب سے زیادہ پرستار معارف اور عشاق علوم ہے !

با ایں ہمہ ہمیں یقین دلایا گیا ہے کہ اس نے یورپ کے ایک بہت بڑے علمی پایگاہ (لووین) کو جلا دیا - اسکا دارالعلوم ' اسکا دار الکتب ' اسکے علمی تجربہ گاہ ' سب آگ اور دھویں کے اندر فنا کردیے گئے - غیر محارب انسانوں کے قتل اور بے قصور علمی عمارتوں کی آتشزدگی پر آج علم و تمدن کا ہر فرزند اپنے آپکو خونبار و ماتم سنج دکھلاتا ہے !

(یخرج الحی من المیت)

لیکن کبھی کبھی وہی پانی جو طوفان بن کے موجیں مارتا تھا ایسا بھی ہوتا ہے کہ ابر کرم کا چھینٹا بنجاتا ہے - کبھی کبھی زمین کی وہی حرکت جو زلزلہ بن جاتی ہے ' ایسا بھی انقلاب ہوتا ہے کہ سبزہ کی لہک اور بوے گل کی موج ہوجاتی ہے - کبھی کبھی ہوا کا وہی تند جھونکا جو آندھی بن کے چلتا تھا ' ایسا بھی ہوا ہے کہ نسیم خوشگوار بنکر چلنے لگا ہے : یخرج الحی من المیت و یخرج المیت من الحی !

اسلام اسی ابر کرم کا چھینٹا ' اسی بوے گل کا قافلہ ' اسی نسیم سحر کی موج حیات تھا - بخت نصر نے بیت المقدس کو برباد کر دیا تھا ' ایرانیوں کے حملے سے بابل کا تمدن منہدم ہوگیا تھا ' ایران کے در و دیوار سکندر کے حملوں سے چور چور ہوگئے تھے ' تاتاری بغداد میں اینٹ پتھر کا ڈھیر چھوڑ کر چلے آئے تھے ' لیکن فرزندان اسلام نے خدا کی راہ میں جان و مال کو برباد کیا تاکہ دنیا کو آباد کریں - اونھوں نے اپنے آپکو مٹایا تاکہ دنیا کی مٹی ہوئی یادگاریں پھر زندہ ہوجائیں ' اونھوں نے اپنے خون کو بہایا تاکہ دنیا کے چہرے کا وہ آب و رنگ پھر عود کر آے جسکو وحشیانہ حملوں کے سیلاب بہا لیگئے تھے !

اونھوں نے اس پاک مقصد کے لیے تلوار ہاتھہ میں لی ' اور دنیا نے دیکھہ لیا کہ جو چیز سررشتۂ حیات کو پہلے کاٹ دیتی تھی ' وہ اب تمدن کے بکھرے ہوے اجزاء کو کیونکر جوڑ رہی ہے ؟

دنیا نے دیکھہ لیا کہ عرب کے جن میدانوں میں خاک اڑ رہی تھی ' اوس میں نسیم خوشگوار کے جھونکے چلنے لگے - ایران کے مٹے ہوے نقش و نگار پھر اوبھر آے ' یونان کی برہم شدہ مجلس علم پھر گرم ہوگئی ' مصر و شام کا کاروان رفتہ پھر لوٹ آیا - بیت المقدس پھر تمدن کا قبلۂ مقصود بن گیا - پہلوں نے جو کچھہ لوٹا تھا ' انھوں نے وہ سب کچھہ واپس دلادیا - پہلوں نے برباد کیا تھا - انھوں نے زندگی بخشی - ٹیٹس رومی یروشلیم آیا تاکہ برباد کرے - لیکن اعراب حجاز یروشلیم گئے تاکہ اسکے لٹے ہوے باغوں کو سرسبز و شاداب کردیں ! رومیونکی فوجیں افریقہ اور ایران سے گذریں ' لیکن انکی راہوں میں ہلاکت اور بد حالی تھی - ٹھیک انہی زمینوں پر سے مسلمان بھی گذرے ' مگر انکے ساتھہ ساتھہ تمدن و آزادی اور امن و نظام کے فرشتے سایہ افگن تھے !

فانظـــر الی اثار رحمت الله ! کیف یحی الارض بعد موتہا - ان ذالک لمحی الموتی وھو علی کل شـــي قـــدیر ! (۳۰ : ۴۹)	پس اللہ کی رحمت کی ان نشانیوں کو دیکھو کہ اس نے کس طرح زمین کو از سر نو زندگی بخشی جبکہ وہ مرچکی تھی ؟ بیشک وہ موت کو حیات سے بدلنے والا ہے اور سب کچھہ کرسکتا ہے !

(مقصد ظہور امم)

لیکن جس قوم نے اعلاء کلمۃ اللہ کا جھنڈا بلند کیا تھا ' جو ایک دین قیم کی صداقت کو دنیا کے تمام ظلم و فساد اور عصیان و طغیان پر غالب کرنا چاہتی تھی ' اوسکے سینے کے اندر امن و اصلاح عالم کی بیس روح القدس نے اپنا نشیمن بنایا تھا ' وہ صرف تمدن

و تہذیب کي گلکاریوں هي پر فریفته نہیں هوسکتي تھي - اسکا مقصد ظہور اس بلندي سے جسکے بعد چشم مادہ کچھہ نہیں دیکھہ سکتي' اور اس وسعت سے جسکے بعد هماري بڑي سے بڑي رصد گاهیں جواب دیدیتي هیں' بہت بلند تر تھا :

کنتم خیر امة اخرجت للناس تامرون با لمعروف و تنہون عن المنکر' (۳ : ۱۰۶)

تم کو خدا نے دنیا کی بہترین قوم بنا کر نمایاں کیا ہے - تم سچائي کا حکم دیتے هو اور دنیا کو برائیوں سے روکتے هو -

(تشریح مزید)

هم کو نہیں معلوم که عظیم الشان مصري دنیا میں کیوں آئے تھے؟ لیکن همنے هیرو غلیفي نقوش کے اندر پڑھا ہے که انہوں نے بڑي بڑي قوموں کو غلام بنا کر ذلیل و خوار کیا' انکو عجیب عجیب طرح کے آله هاے تعذیب کے شکنجوں میں کسا' جنکي تصویریں "منفیس" کے مندر میں دیکھکر هم اشک آلود هوے هیں' اور اسکے بعد بڑے بڑے مینار بنا کر اور حیرت انگیز عمارتیں کھڑي کرکے دنیا سے چلے گئے - مگر ان تعمیري و صناعي کارناموں کا وجود بھی مظلومی کی ان آهوں اور بے بسي کے ان آنسوؤں کي یاد دلاتا ہے جو بلاد نوبه اور کنعان کي مفتوح قوموں نے انکے لیے چار پایوں سے بھي زیادہ محنت کرتے هوے بہاے تھے !

هم نہیں جانتے که روم کے هولناک فاتحوں کا جنکے سر پر تمدن قدیم کا سب سے زیادہ درخشاں تاج نظر آتا ہے' کیا مقصد تھا؟ مگر هم نے شمالی افریقه میں کئي میلوں تک پھیلا هوا ایک تودہ دیکھا ہے' جسکے اندر سے کارتھیج کي دیواروں کي ٹوٹي هوئي اینٹیں نکلتي رهتي هیں' اور ایران و شام کي خاک کے ذرے کہتے هیں که همیں سب سے زیادہ خون انھي رومي تلواروں کي لعنت سے نصیب هوا ہے !

تاریخ کے عہد قدیم کي تاریکي همیں کچھہ نہیں بتلاتي که وہ عظیم الشان ایراني جنہوں نے اصطخر کي عظیم الاثر محرابیں بنالیں اور اپني روایتوں کے اندر دیوؤں سے لڑے اور تمام بحر و بر کو تخت ایران کے آگے سر بسجود دیکھا' دنیا میں کیوں نمایاں هوے تھے اور دنیا نے انسے کیا پایا ؟ البته دریاے فرات کے کنارے کے وحشت ناک تودے اور کہیں کہیں سے ابھر کر نظر آجانے والي شکسته دیواریں اپنے اندر ایک تاریخ عمل ضرور رکھتي هیں' اور ایران کا سب سے بڑا کارنامه یه بتلاتي هیں که عہد قدیم کے عظیم الشان کھور تمدن یعنے بابل پر خونخوار درندوں کي طرح وہ چڑھه آے اور اسکي عجیب الصناعة دیواروں کے نیچے بربادي اور تباهي نے انکے مقصد ظہور پر نوحه پڑھا !

پھر خود وہ بابل (جو ایرانیوں کی خونخواري پر نوحه خواں ہے) دنیا میں کس غرض سے آیا تھا اور کیا کرگیا ؟ یه سچ ہے که اس نے معلق باغ بنائے جو بڑے هي عجیب تھے اور آج بھي عجیب سمجھے جاتے هیں' لیکن اس نے تمدن و انسانیت کے ان باغوں کے ساتھہ کیا کیا جو کچھ عجیب نه تھے' لیکن باغبان دنیا کے هزارها برسوں کی محنت کی کمائي تھے ؟ هولناک بخت نصر کا تاراج کن سیلاب جب شام میں پھیلا ہے تو یروشلیم (بیت المقدس) کي زمین کا چپه چپه شادابي و سرسبزي کي بہشت تھا' لیکن بابل کے متمدن فرزند وهاں اسلیے آئے تھے که زندگي کی شادابي کي جگه آگ کے حرفوں کے نقشوں میں اپنے ظہور کا مقصد لکھه جالیں ! فجا سوا خلال الدیار' وکان وعداً مفعولا (۱۵ : ۹)

پھر وہ قوم جو ان سب کي جا نشیں هوئي - شام سے اٹھي اور روم پہنچي' پھر یونان و مصر اور شمالي افریقه تک پھیل گئي اسکي نسبت بھي همیں نہیں معلوم که اسکے آنے کا مقصد کیا تھا؟ اور گو وہ کوہ " زیتون " کي ایک چٹان پر بتلایا گیا هو' لیکن نه تو روم کي تاریخ میں وہ قابل فہم ہے' اور نه پانچویں صدي مسیحي سے لیکر (جبکه اس نے تخت حکومت اور تلوار بے نیام کے ساتھه اپني نمایش کي) پندرھویں صدي مسیحي تک (جبکه اسپین میں مجلس تعذیب روحانئین (انکویزیشن) کام کر رهي تھي) وہ سمجھا جا سکتا ہے - البته ڈریپر کي رهنمائی میں همنے قرطبه اور غرناطه کي وہ عمارتیں دیکھي هیں جہاں پہلے تمدن کي رونق' علم کی مجلسیں' اور عمران و تہذیب کي آبادیاں تھیں' مگر اسکے بعد وحشت و همجیت کا ایسا سناٹا چھایا' جسے بیسویں صدي کي عالمگیر چہل پہل بھي ابتک دور نه کرسکي !

(امة وسط)

لیکن دنیا کي ان تمام بڑي سے بڑي قوموں کے بعد' همارے سامنے صرف ایک قوم ایسی آتي ہے جس نے اپنے ظہور کے پہلے هی دن اپنا مقصد بتلا دیا تھا' اور جو محض قوتوں کا ایک هجوم' طاقتوں کا ایک اجتماع' اور قہر و استیلاے بہیمي کا ایک انقلابي سیلاب نه تھا جو آیا اور بہا کر چلاگیا' بلکه طے شدہ کاموں کا ایک کھلا اور اعلان کردہ پروگرام تھا' جسے اپنے هاتھوں میں لیکر وہ دنیا کي اجڑي هوئي آبادیوں اور برباد کردہ علم و تمدن کي یادگاروں کے سامنے نمودار هوئي :

الذین ان مکناهم فی الارض' اقاموا الصلوة و اتوا الزکواة و امروا بالمعروف و نهوا عن المنکر' و لله عاقبة الامور ! (۲۲ : ۳۵)

" یه وہ قوم ہے که اگر همنے انہیں دنیا میں قائم کردیا تو انکا کام آبادیوں کو اجاڑنا' انسانوں کو قتل کرنا' عمارتوں میں آگ لگانا' اور قہر و استیلا کي لعنت میں عالم انسانیة کو مبتلا کرنا نہوگا' بلکه وہ کارگاہ عالم میں اسلیے قدم رکھیگی که صلوة الہي کو قائم کرے' محتاج اور کس مپرس انسانوں کو اپنے مال کا شریک بناے' سچائی اور راست بازي کا حکم دے' اور هر طرح کي برائیوں اور ظلم و فساد کو دنیا میں روکے' اور سب کا انجام کار الله هي کے هاتھه میں ہے !"

تاریخ موجود ہے اور کئي هزار سال تک کا سراغ هم نے لگا لیا ہے' لیکن دنیا میں آجتک کوئي قوم ایسي نہیں آئي جس نے اپنے ظہور کا مقصد یه قرار دیا هو' اور اپنے ظہور کے اول دن ایسے صاف لہجے اور ایسی کھلی روشني میں اسکا عام اعلان کردیا هو !

(غزوات اسلامیه کي یادگاریں)

پس جس قوم کے ظہور کا مقصد قیام صلواة' امر بالمعروف' اور نہی عن المنکر تھا' ضرور تھا که وہ جو کچھه کرتي' صرف اسي مقصد کیلیے کرتی' اور اپنے سفر سعي کے هر قدم پر اسي کو ڈھونڈھتي - چنانچه هم دیکھتے هیں که جبکه دنیا کي تمام قوموں کي لڑائیوں کی یادگاریں بربادي و هلاکت اور شر و طغیان کي صورت میں صفحۂ زمین پر باقی هیں' تو اسلام کی غزوات و جہاد کي یادگاریں ایک اور هی رنگ اور ایک دوسري هي حالت میں نظر آتی هیں -

اگرچه اوسکا نقش قدم جس سرزمین پر پڑتا تھا' ایک یادگار علم و تمدن بن جاتا تھا' لیکن وہ هر سفر جہاد سے اپنے ساتھه صرف روحاني یادگاریں هي لیکر واپس هوئي -

اسکي مادي و علمي یادگاروں پر بہت کچھه لکھا گیا ہے مگر اس موضوع پر ابتک کسي نے توجه نه کي هم آئندہ نمبر میں اسکي روحاني یادگاروں کے چند منظر دکھلاینگے -

مقالات

جنگ کے اسبـاب

هاتھي کے دانت !

هاتھي کے دانت دکھانے کے اور هوتے هیں کھانے کے اور - بعینه اسي طرح جنگ بھی ظاهري و باطنی' دو قسم کے اسباب کا نتیجه هوتي هے' لیکن سیاست کي زبان ظاهري اسباب دکھا کر تمام دنیا سے اپنے هجوم و اقدام کے جواز کا فتوی لے لیتي هے' اور جنگ کے حقیقي اسباب کو اونکے پردے کي تاریک آڑ میں چھپا دیتي هے -

جنگ کا حقیقي سبب حرص و طمع کي وہ فوج هے' جو همیشه اپنا کمینگاہ بادشاهوں کے دلوں کو بناتي رهتي هے - یهي فوج دوسري همسایه سلطنتوں پر دهارا مارتي هے' اور دنیا کی دوسری ضعیف قوموں کے دبانے کے گھات میں لگي رهتي هے -

لیکن جب تک حمله کا کوئی ظاهري سبب پیدا نهیں هوتا وہ خاموشي کے ساتھه انتظار کرتي هے - جب خوش قسمتی سے اس قسم کا موقع هاتھه آجاتا هے تو پھر علانیه میدان جنگ میں آجاتی هے اور اپنے مظالم و وحشت پر ظاهري اسباب کا پردہ ڈال کر دنیا کو خدع و فریب میں مبتلا رکھتی هے - حتی که قتل کرتي هے مگر سمجھتي هے که امن و تهذیب کے قیام کی ایک مقدس خدمت انجام دي جارهي هے !!

شخصي سلطنت کے زمانے میں جنگ کا اعلان صرف پادشاہ یا سپه سالار کے ارادہ کی بنا پر کیا جاتا تھا - کسیکو اوسکے اسباب کے دریافت کرنے کی جرأت نهیں - هوتي تھي لیکن اکثر اس حمله کا تعلق پادشاہ کی ذات اور شخصیت سے هوتا تھا' ملک اور قوم پر اوسکا کوئي اثر نهیں پڑتا تھا - کبھي کبھی سلاطین قدیم میں صرف عاشقانه رقابت کي بنا پر عظیم الشان جنگیں هوگئي هیں' اور کبھي ایسا بھي هوا هے که چند ناگوار لفظوں نے بغض و انتقام کی آگ دفعتاً دنیا میں بھڑکا دي هے -

سلاطین جب تک انتقام لینے کي قدرت رکھتے هیں' شخصي سلطنتوں میں اونکو اظهار سبب اور توجیه و تعلیل کی ضرورت پیش نهیں آتي - تمام فوج اور تمام ملک انکے اشارہ چشم و ابرو کے ساتھه دفعتاً حرکت میں آجاتا هے - لیکن جب وہ ضعیف هو جاتے هیں اور اونکا قدم میدان جنگ کي طرف نهیں بڑھ سکتا تو اس وقت حیله آفریني کی ضرورت هوتي هے' اور بعض اخلاقي اسباب کی بنا پر ملک کے جذبات کو بھڑکا کر آمادہ جنگ کیا جاتا هے - تمام قوم دھوکے سے یقین کرتي هے که وہ اپني عزت' اپنے وطن' اور اپنے مصالح پر اپني جان قربان کر رهي هے' حالانکه در حقیقت میدان جنگ سلاطین کي اغراض شخصیه کا شکارگاہ هے' جنکو همیشه مصالح مصنوعي برقع پوش رکھتے هیں -

اگرچه تمام دنیا کي لڑائیوں کے اسباب کی تفصیل نهیں کی کی [illegible] جنگ انهی ظاهري و باطني اسباب کا نتیجه هوتي هے' اور میدان جنگ کا غبار همیشه باطنی اسباب کو اپنے پردے میں چھپا هوا رکھتا هے -

(مصر کے دو فاتح !)

جب تک دنیا میں عرب کی سادہ سلطنت قائم رهی' اوسکا دامن خدع و فریب' کذب و اختلاق' تدلیس و دسائس کے داغ سے پاک رها - حضرت عمرو ابن العاص نے زمانه جاهلیت میں مصر کی ثروت اور شادابی کے مناظر اپني آنکھوں سے دیکھے تھے - جب اسلام لائے اور اونکو حضرت عمر رضي الله عنه نے سپه سالاري کا منصب عطا فرمایا تو اونکو وہ خواب یاد آگیا جسکو اونھوں نے مصر کے سبزہ زاروں میں دیکھا تھا - چنانچه اونھوں نے حضرت عمر کی خدمت میں مصر پر چڑھائی کرنے کی درخواست کی' لیکن اوسکے سبب کا اظهار اوس ذوالوجھین پالیسی کي زبان سے نهیں کیا جو یورپ کے دهن حرص و آز میں رہ کر تیغ دو دم کا کام کرتي هے' بلکه اونھوں نے صاف صاف کهدیا :

"اگر آپ نے مصر کو فتح کرلیا' تو وہ مسلمانوں کي عظیم الشان قوت کا مرکز هو سکتا هے - مسلمانوں کو اوس سے بهت بڑي مدد مل سکتي هے - وہ دولت و ثروت کا خزانه هے اور خوش قسمتي سے اسوقت وهاں کے باشندے جنگ کي طاقت بھی نهیں رکھتے" (۱)

چنانچه حضرت عمر رضي الله عنه نے بهت لیت و لعل کے بعد اجازت دیدي -

لیکن جب اسی مصر پر نپولین بونا پارٹ نے حمله کرنا چاها تو اوس برهنه حقیقت پر جسکو عمرو بن عاص نے صاف نمایاں کردیا تھا تو برتو پردے پڑگئے' اور فرضی و مصنوعی اسباب نے اصلي غرض کو چھپا دیا - جب فرانسیسي کونسل کے ممبروں نے اوسکي رائے سے اختلاف کیا تھا اور حمله کي اصلی وجه دریافت کی تھی تو اوس نے منجمله اور اسباب کے سب سے بڑا سبب وهي بتایا تھا جو حضرت عمرو بن عاص نے حضرت عمر کو بتایا تھا' لیکن جب وہ اسکندریه میں داخل هوا تو معاً زبان حقیقت طراز کا لهجه بالکل بدل گیا' اور وهاں پهونچکر اوس نے جو اعلان جنگ دیا اوس میں حقیقي سبب پر یه غلاف چڑھا یا گیا تھا :

" سنا جق جو اسوقت مصر کے بادشاہ هیں ایک مدت سے فرانسیسیوں کے ساتھه نهایت ظالمانه اور اهانت آمیز سلوک کر رهے هیں' اور اب هم زیادہ ظلم گوارا نهیں کر سکتے - همارا مقصد صرف یه هے که ظلم کا بدله لیں اور عدل و امن قائم کریں خود مصري بھی اونکے ظلم وستم سے عاجز آگئے هیں اور اب همارے ذریعه نجات حاصل کرسکتے هیں "

اٹلي نے طرابلس غرب پر جو ظالمانه حمله کیا تھا اس وقت اگرچه اوسکے پهلو میں بونا پارٹ کا بهادر دل نه تھا' تاهم اوسکے مونهه میں زبان اوسي کی تھي - اسلیے اوس نے بھی اسباب جنگ کے اعلان میں اسی قسم کے خداعانه فقروں کا اعادہ کیا تھا

لیکن بونا پارٹ کے حملۂ مصر کا ایک سبب اور بھی تھا جو اوسکے دل میں مخفی تھا' اور اوس نے پارلیمنٹ کے ممبروں کو بھي اوسکي خبر نهیں کی تھی وہ اوسکی شهرت طلبی اور ابقاے ذکر جمیل کا وہ جذبه تھا جو هر سپه سالار کے دل میں مدة العمر نشو و نما پاتا رهتا هے !

امیر جزائر فرنچ قنصل کے پنکھا مار رہا ہے

لیکن جمہوریت کے زمانے میں سلاطین کا اقتدار بالکل اوٹھہ جاتا ہے ' اور انکے شخصی ارادہ کی قوت دلیتاً ضعیف ہوجاتی ہے ' اسلیے جنگ پر اونکے انتقامانہ اور شخصی جذبات کا کوئی اثر نہیں پڑتا - تاہم اسباب ظاہری و باطنی کا پردہ بھی قائم رہتا ہے ' اور کو تمام متمدن دنیا کو جنگ کے ظاہری اسباب کا یقین دلا کر حملہ کے جواز کا فتوی لے لیا جاتا ہے - لیکن تہ میں وہی فاتحانہ و غاصبانہ جذبات کام کرتے میں جو سلاطین قدیم کے دلوں میں موجزن رہتے تھے

(جنگ جزائر اور ایک پنکھا)

فرانس نے گذشتہ صدی کے اوائل میں الجزائر پر جو حملہ کیا تھا ' وہ اس حقیقت کو بالکل بے نقاب کردیتا ہے - جزائر کی سرسبزی و شادابی کا خوشنما منظر ایک مدت سے فرانس کے پیش نظر تھا - اسلیے وہ اونکو اپنے مقبوضات میں شامل کرنا چاہتا تھا ' دسائس سیاسیہ ایک سہارا ڈھونڈھ رہے تھے - حسن اتفاق سے اس متمدن سلطنت کو وہی حیلہ ہاتھہ آگیا جو عرب کے وحشیانہ جذبات کو مشتعل کردیتا تھا - ایک خاص معاملہ کے متعلق گفتگو کرتے ہوے فرانس کے قنصل نے امیر جزائر کو کوئی سخت بات کہدی - امیر نے غصہ میں اوسکے مونہہ پر پنکھا مار دیا - قنصل نے سلطنت فرانس سے اس توہین آمیز برتاؤ کی شکایت کردی - اب فرانس کو حملے کا پورا موقع مل گیا ' اور اس پنکھے کی ہوانے تین برس تک جزائر میں آتش جنگ مشتعل رکھی فرانس نے امتداد جنگ سے گھبرا کر آخری فیصلہ کیلیے سنہ ۱۸۳۰ میں امیر البحر دربربہ کی سپہ سالاری میں ۳۷۱۰۰۰ پیادہ ' اور ۴۰۰۰ سوار فوج کے دستے روانہ کردیے - جزائر اس فوج گراں کا مقابلہ نہ کرسکا - مجبوراً صلح کرلی ' اور عظیم الشان افریقی ملک رفتہ رفتہ فرانس کی نو آبادیوں میں شامل ہو گیا !

آخر میں امیر عبد القادر جزائری کے اندر سے حب الوطنی کی ایک طاقتور صدا اٹھی اور اسنے فرانس سے جزائر کا تخلیہ کرانا چاہا - اس واقعہ سے جنگ کا ایک نیا سلسلہ جاری ہوگیا جو سات سال تک قائم رہا - لیکن بالاخر فرانس نے فتح پائی ' اور امیر عبد القادر کو شام کے اطراف میں جلا وطن کردیا گیا -

(گذشتہ جنگ فرانس و جرمنی)

ان اسباب ظاہری و باطنی کا ایک بین نمونہ گذشتہ جنگ فرانس و جرمنی بھی ہے - پرنس بسمارک نے اس جنگ کو جن سیاسی مخادعات سے بھڑکایا تھا ' اونکے نتائج نے اس جنگ کی تاریخ کو بالکل منقلب کر دیا -

بظاہر سب سے پہلے جرمنی پر فرانس نے حملہ کیا تھا ' اسلیے مورخین نے فرانس ہی کو اس جنگ کا معرک اول قرار دیا ہے - لیکن سنہ ۱۸۹۲ میں خود پرنس بسمارک نے ایک اخبار کے نامہ نگار کے سامنے جس حقیقت کا اظہار کیا ' اوس سے اس جنگ کی تاریخ بالکل بدل جاتی ہے بسمارک نے اوسکے سامنے اعتراف کیا کہ " ولیم اول شاہ پروشیا نے اوس برقی پیغام کو جو اوس نے فرانس کے متعلق بھیجا تھا ' میں نے قصداً تحریف و تبدیل کرکے شائع کیا ' جسکا مقصد صرف فرانس کے فوجی جذبات کو بھڑکانا تھا " چنانچہ بسمارک نے ایک یاد داشت میں جو اوسکی وفات کے بعد شائع ہوگئی ' اس واقعہ کی عجیب تفصیل درج کی ہے - اس یاد داشت کا خلاصہ یہ ہے :

جب پروشیا اور فرانس کے درمیان اسپین کے تخت سلطنت کے متعلق نزاع قائم ہوئی ' تو نپولین نے اپنے سفیر مقیم برلن کو پیغام بھیجا کہ وہ شاہ پروشیا سے بالمواجہہ گفتگو کرکے معاملہ کو فرانس کی خواہش کے مطابق طے کرائے - ۹ جولائی سنہ ۱۸۷۰ کو سفیر نے شاہ پروشیا سے ملاقات کی ' لیکن اوس نے نہایت نرم لہجے میں اوسکے مطالبات سے انکار کردیا ' جو سفیر فرانس کی تحقیر و توہین کے اثر سے بالکل خالی تھا - بسمارک کو اس انکار کا حال پہلے سے معلوم تھا - لیکن وہ ایسے سخت لہجے میں اس انکار کا اظہار کرانا چاہتا تھا جو فرانس کے آتش غضب کو بھڑکا کر تمام مزاج قوم میں آگ لگادے ' اور اوس جنگ کا سبب بن جاے جس کا وہ مدت سے انتظار کر رہا تھا -

اس جنگ کا انتظار پرنس بسمارک کو اسلیے تھا کہ اس وقت جرمنی کوئی متحدہ قوت نہ تھی اور ملک چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں منقسم تھا ان میں باہم لڑائیاں ہوچکی تھیں اور مرکزی اتحاد کی کوئی صورت نظر نہ آتی تھی - بسمارک نے سوچا کہ اگر اس وقت ایک بڑی خارجی جنگ شروع ہوجاے اور جرمنی پر باہر کا کوئی غنیم چڑھہ آے تو ملک میں حب الوطنی کے جذبات بھڑک اٹھیں گے ' اور تمام قوتیں یک جا مجتمع ہو کر ایک مرکزی قومی طاقت حاصل کرلیں گے - چنانچہ اسی لیے وہ فرانس کو چھیڑنا چاہتا تھا -

لیکن شاہ پروشیا کے نرم جواب نے اوسکو بالکل مایوس کردیا ' اور اب اوس نے دوسرے حیلے ڈھونڈھنے شروع کیے -

۱۳ جولائی سنہ ۱۸۷۰ کو اس نے مارشل وان مولٹک اور بعض دیگر ارکان حکومت کو کھانے پر مدعو کیا - وہ اونکے ساتھہ کھانا کہا رہا تھا کہ میز ہی پر آکر نوکر نے شاہ پروشیا کا ایک تار دیا جو فرانس کے نام روانہ کیا گیا تھا - بسمارک نے اوسکو تمام مہمانوں کے سامنے پڑھا ' اور بادشاہ نے سفیر فرانس کو جس نرم لہجے میں جواب دیا تھا ' اوسنے اون لوگوں کو اس درجہ افسردہ اور مایوس کر دیا کہ سب نے کھانے سے ہاتھہ کھینچ لیا - بسمارک تار کو بار بار پڑھتا رہا اور چونکہ بادشاہ نے اسکی اشاعت کی اجازت دیدی تھی اسلیے اوسیوقت ہاتھہ میں قلم لیا ' اور اوسمیں چند ایسی باتیں بڑھا

فرانسیسی قنصل شاہ پروشیا کے سامنے

کھٹا دیں جنہوں نے اوسکے مفہوم' اوسکے اثر' اور اوسکے لہجے کو بالکل بدل دیا - اسکے بعد مارشل مولٹک کي طرف متوجه هوا' اور فوجي طاقت اور نتائج جنگ کے متعلق تفصیلي گفتگو کي - مارشل موصوف نے کہا : " اگر جنگ لابدي چیز ہے تو اب اس میں جلدي هي کرني چاهیے' کیونکه لیت و لعل سے روز بروز همارے خطرات میں اضافه هوتا جاتا ہے "

بسمارک نے جب اس گفتگو کے ذریعه اونکے دل کو ٹٹول لیا' تو پھر تلوار سے پہلے اپني دست سیاست کے جوهر دکھلائے' اور اس تار کو نہایت وضاحت کے ساتھه پڑھکر سنایا جسکو سنکر اونکے چہرے فرط مسرت سے چمک - اور اونہوں نے کہا : " اب اس کا لہجه بالکل بدل گیا ہے " بسمارک کے دل کو اونکي داد نے اور بڑھادیا اور اوس نے کہا کہ " یه تار آدھي رات کے قبل هی پیرس میں پہنچ جالیگا' اور فرانسیسي جذبات پر اوسکا وهي اثر هوگا' جو ایک سرخ جھنڈے کا هو سکتا ہے - هماري کامیابي تمامتر اس پر موقوف ہے که فرانس کي طرف سے جنگ کی ابتدا کي جاے' تاکه هم یورپ کو یقین دلاسکیں که هم صرف مدافعت کے لیے اوٹھے هیں " مولٹک نے مسکرا کر آسمان کي طرف آنکھه اٹھائي اور خوشي کے لہجے میں چیخ اوٹھا " اگر میں زنده رها تو اپني فوج کي سپهه سالاري کرونگا " یه کہکر فرط مسرت سے اپنے سینے پر زور سے ایک گھونسه مار کر اٹھه کھڑا هوا !

اس تصریح سے صاف ثابت هوتا ہے که جنگ کا اصل سبب بسمارک تھا' اور اوسیکے پر فریب هاتھوں نے پس پرده اس آگ کو بھڑکایا تھا - لیکن دیکھو که ظاهري اسباب نے اصلي حقیقت کو کیونکر چھپا دیا ؟ اگر پرنس بسمارک خود تصریح نه کرتا تو دنیا ابتک اس جنگ کي اصلي تاریخ سے واقف نه هوتی اور ظاهري حالات هی کو حقیقي یقین کرتی !

جھوٹے اشتہار بازوں سے دھوکہ کھائے ہوئے صاحبان کو یقین دلانے کے لیئے کارخانہ میں آنے والوں کو ہر ایک دوا امتحاناً مفت دی جاتی ہے بیرونجات کیلئے ہر دوا کا نمونہ نصف قیمت پر

ایک سلائی سے اندھی آنکھ روشن کرنیوالا
جواہر نورالعین بیس روپے ماشہ والا خالص ہیرہ بھی جواہر نورالعین کا مقابلہ نہیں کر سکتا - دیگر سرمہ جات کی اس کے سامنے کچھ بھی حقیقت نہیں - اسکی ایک سلائی سے دھند شبکوری دور نظر دگنی اور ایک ہفتہ میں دوسے یعنی لگرے - پھولا - ناخنہ - پڑبال ضعف بصارت اور ہر قسم کا اندھاپن دور ہو کر نظر بحال ہوجاتی ہے - عینک لگانے اور آنکھ بنوانے کی ضرورت نہیں رہتی قیمت فی ماشہ درجہ خاص عنہ درجہ اعلیٰ للعہ درجہ اول عا

جنوب شباب آور زمانہ بھر کی طاقت ور دواؤں سے اعلیٰ اور افضل مولد خون مقوی اور محرک اعصاب ہیں - ناطاقتی اور پیر و جوان کی ہر قسم کی کمزوری و لاغری جلد رفع کر کے اعلیٰ درجہ کا لطف شباب دکھاتی ہیں

حسن افروز ایک منٹ میں چہرہ کی چھائیاں اور سیاہ داغ دور کر کے چاند سا مکھڑا بناتا ہے - قیمت فی شیشی

اکسیر بہرہ پن برسوں کا بہرہ پن دور کرنے کیلئے لاجواب ہے قیمت

ایک لمحہ میں درد دور کرنے والا
طلسم شفا ہر قسم کا درد - دانت درد اور بچھو کے ڈنک سانپ کے کاٹے کا درد

اعجاز مسیحا تن بے جان میں زندگی کی روح پھونک کر فوراً زندہ اور ہوشیار کرتا ہے قیمت فی شیشی

ایک شیشی کا شاہی خضاب ایک منٹ میں سفید بالوں کو قدرتی سیاہ کرتا اور رنگ ایک ماہ تک قائم رکھتا ہے - قیمت فی شیشی

سندات جواہر نورالعین (۱) مسٹر ... چیف انجینئر ... جواہر نورالعین سے ... موتیا بند بالکل رفع ہوگیا - (۲) ... جس مقام وارنگل میں نہایت خوشی سے لکھتا ہوں کہ لڑکی کی آنکھ کا پھولا بالکل دور ہوگیا ایسی عجیب دوا کا شکریہ ادا کرنے کے لئے الفاظ نہیں ملتے - (۳) خواجہ احمد دین صاحب ... مجھے بچپن سے رتوندھی (شبکوری) کا مرض تھا سول سرجن صاحبان سے علاج کرایا مگر فائدہ نہ ہوا جواہر نورالعین سے دو روز میں فائدہ ہوا اور دو ہفتہ میں کامل صحت ہوگئی -

ڈاکٹر نبی بخش خان سابق ہیرن سرجن اور آرمی میڈیکل افسر افغانستان
حال پروپرائیٹر شفاخانہ نسیم صحت لاہور - دہلی دروازہ -

باب التفسیر

الحرب فی القرآن

(۳)

(اسباب جنگ کي تشریح)

سیاست کي زبان اگرچه بعض حالتوں میں جنگ کے اسباب و مقاصد کو نہایت پیچدار الفاظ میں بیان کرتي ہے - لیکن استقراء تام و استقصاء جزئیات سے اونکي تعیئن نہایت آساني کے ساتھه هوسکتي ہے -

(ابن ادم کی پہلی جنگ)

قرآن مجید سے ثابت هوتا ہے که دنیا کي سب سے پہلي جنگ کو صرف بغض و حسد کے جذبات نے قائم کیا تھا :

واتل علیهم نباء ابني آدم بالحق اذ قربا قربانا فتقبل من احدهما ولم یتقبل من الاخر قال لاقتلنک قال انما یتقبل الله من المتقین لئن بسطت الی یدک لتقتلني ما انا بباسط یدي الیک لاقتلک اني اخاف الله رب العالمین اني ارید ان تبوء باثمي و اثمک فتکون من اصحاب النار و ذلک جزاء الظالمین - فطوعت له نفسه قتل اخیه فقتله فاصبح من الخاسرین فبعث الله غرابا یبحث فی الارض لیریه کیف یواري سوأة اخیه قال یویلتي اعجزت ان اکون مثل هذا الغراب فاواری سوأة اخي فاصبح من النادمین - من اجل ذلک کتبنا علی بني اسرائیل انه من قتل نفسا بغیر نفس او فساد فی الارض فکانما قتل الناس جمیعا ومن احیاها فکانما احیا الناس جمیعا (۶ : ۳۷)

اور آدم کے دونوں بیٹوں کا صحیح صحیح قصه ان لوگوں کو سنادو جب که ان دونوں نے خدا کیلیے قرباني کی' لیکن ایک کی مقبول اور دوسرے کي نا مقبول هوئي - اسپر دوسرے نے حسد سے بھر کر کہا: "میں تجھکو قتل کرڈالونگا" دوسرے نے جواب دیاکه "یه حسد ناحق کا ہے - اسمیں میرا کوئي قصور نہیں خدا تو صرف پرهیز گاروں هی کي قرباني قبول کرتا ہے - اگر تم نے میرے قتل کیلیے هاتھه بڑھایا تو خیر مجھے قتل کرڈالو' مگر میں تو اپنا هاتھه تمہارے قتل کیلیے کبھي نه اوٹھاؤنگا کیونکه میں دنیا کے پالنے والے خدائے برحق سے ڈرتا هوں - میں چاهتا هوں که تم هي پر میرے اور تمہارے' دونوں کے گناهوں کا وبال پڑے اور تم هي اصحاب النار میں داخل هو بالاخر اوسکے دل نے اوسکو اپنے بھائي کے قتل کرنے پر آماده کردیا اور اس نے قتل کرکے اپنے سامنے نا کامیابي کا راسته کھول دیا - پھر خدا نے ایک کوے کو بھیجا جو زمین کرید تا تھا تاکه اسکو اپنے بھائي کے دفن کرنیکا طریقه بتاے اوسکو دیکھکر اوس نے کہا : حیف ہے که میں اس کوے سے بھي گیا گذرا ! وہ تو اپنے ایک هم جنس کو گاڑنے کیلیے زمین کھود رها ہے لیکن میں انسان هوکر اپنے بھائی کے ساتھه ایسا سلوک کرتا هوں! غرضکه وہ اپنے دلمیں نادم و متاسف هوا - اور اسي وجه سے هم نے بني اسرائیل پر یه فرض کردیا که جس شخص نے کسي کو بغیر قصاص کے یا بغیر کسي فساد کے قتل کردیا تو گویا اوس نے اپني گردن پر تمام

دنیا کا خون لے لیا ' اور جس نے کسي ایک آدمي کو قتل سے بچایا تو گویا اوس نے تمام دنیا کو زندہ کردیا "

اس بیان کو توراتؔ سے ملانے کے بعد واضح ہوتا ھے کہ وہ ادم کے بیٹے قابیل و ھابیل تھے- ھابیل کي قرباني قبول ھوئي کہ نیکي کي قرباني کبھي رد نہیں ھوتي' اور قابیل کي قرباني قبول نہ کی گئي کہ وہ دل کا ٹھیک نہ تھا اور بدي کا عمل کبھي قبول نہیں کیا جاتا - یہ دنیا کی پہلي لڑائی تھي جسمیں اولاد ادم نے شیطان سے اپني بہیمیت سیکھی -

لیکن وہ دونوں درحقیقت آدم کے بیٹے نہ تھے بلکہ " جنگ و صلح" کي مجسم تصویر تھے' اور اُن میں سے ہر ایک تصویر دنیا کو جنگ وصلح" کا متضاد منظر ایک ھي وقت میں دکھا رھی تھي - ایک نے جذبۂ حسد سے اپنے بھائي کو قتل کرکے اوسکے گناھوں بلکہ تمام دنیا کے گناھوں کا بوجھہ اپنے سر پر لے لیا ' جذبۂ بہیمي و شیطاني کا بدترین نمونہ قائم کیا ' اور نوع انساني کیلیے سب سے بڑي مصیبت کی بنیاد رکھي - کما ورد في الحدیث : قال صلي اللہ علیہ و سلم:

لا تقتـل نفس الا کان علی آدم کفـل منـھا (بخـاري جـزو ۹ ص ۳)

ھر وہ شخص جو قتل کیا جاتا ھے' اوسکے خون کا ایک حصہ آدم کے اوس بیٹے ھي کي گردن پر ھوتا ھے جس نے قتل و خونریزي کی سب سے پہلے بنیاد ڈالی تھي -

لیکن بعد کو اس نا پاک اور بوجھہ کے ثقل فرط ندامت سے اسکي گردن جھک جاتي ھے : فاصبح من النادمین -

لیکن دوسرے نے صلح کا ھاتھہ بڑھایا اور خون بہانے کیلیے اماده نہ ھوا - اوسنے کہا کہ تم میرے قتل پر ھاتھہ اٹھاتے ھو تو اوٹھاو مگر میں تمھارے قتل کیلیے ھاتھہ نہیں اوٹھا سکتا - آخر کار صلح و امن کي ملکوتیت پر جنگ کي بہیمیت غالب آلي اور وہ قتل کردیا گیا - پھر عالم ھوا کا ایک مکروہ' بد شکل' مردار خوار' اور ذلیل پرند جو مقتولین جنگ کي لاشوں کو نوچ نوچ کے کھایا کرتا ھے' آتا ھے اور اپنے ھم جنس کي لاش دفن کرکے قبر کھودنے کا طریقہ بتاتا ھے: اسپر قاتل کي بہیمیۃ کو کوے کي حیوانیت سے بھی شرم آنے لگتي ھے کہ : یویلتي اعجزت ان اکون مثـل ھذاالغراب فاواري سواۃ اخیہ ! فاصبح من النادمین- آخر کار خدا نے اس اولین تمثیل جنگ و صلح کے بعد ھمیشہ کیلیے ایک نظا عدل قائم کردیتا ھے کہ : من اجل ذالک کتبنا علی بني اسرائیل - الخ

(اســــلام اور صلح)

اسلام اسی صلح ھابیلي کا آخري نتیجہ اور اسي نظام عدل کی آخري کڑي ھے - وہ اس ابتدائي عہد بشریت سے برابر بڑھتي رھي اور مختلف صورتوں اور متعدد تعلیموں میں ظاھر ھوتي رھي - لیکن دنیا میں ھمیشہ نیکي برائي کے بعد پھیلتي ھے اور نور ھمیشہ ظلمت کے بعد جلوہ افگن ھوتا ھے- اسلام سے پہلے دنیا ابن آدم کي اوسي فطرت اولی پر عمل کررھی تھي- عرب کي تمام لڑائیاں بغض و انتقام' رشک و حسد' منافست و مباغضت کا نتیجہ ھوتي تھیں - حرب' داحس اور غبراء نے صرف ایک گھوڑے کے بھڑکا دینے پر تمام عرب میں آگ لگا دي- حرب بسوس نے صرف ایک اونٹني کیلیے تمام عرب میں قیامت برپا کردي!

مہذب سلطنتوں میں ملک گیري کیلیے جو سلسلہ جنگ قائم ھوجاتا ھے' وہ اگرچۂ اپنی نمایشي خصوصیات میں غیر متمدن اقوام اور وحشیانہ لڑائیوں سے کسي قدر مختلف نظر آتا ھے' لیکن در حقیقت اسکي آخري کڑي بھي اوسي فطرت اولیہ سے جا کر ملتي ھے جسکا ظہور قابیل کي شیطنت کے اندر سے ھوا تھا اور جسکي تمثیل تورات اور قرآن دونوں نے دي:-

اسلام دنیا میں آیا تو ان دونوں قسم کی لڑائیوں نے سطح ارض کو ایک معرکہ جنگ بنا رکھا تھا ' لیکن اُسنے نے دفعتاً لڑائي کے حلق کی شہرگ کاٹ دي :

لا تباغضوا ولا تحاسدوا ولا تدابروا " ایک دوسرے سے دل میں عداوت اور کینہ نہ رکھو! باھمدگر حسد نہ کرو! اور نہ آپسمیں باھم ایک دوسرے کي جگہہ پر اُسے پیچھے ھٹا کر قبضہ نہ کرو ! "

وکنتم علی شفا حفرۃ من النار فانقذ کم منھا' کذالـک یبیـن اللہ لکم زیانہ لعلکم تفلحون-

اور تم لوگ باھم جنگ و جدل اور قتل و خونریزي کي وجہہ سے گویا آگ کے گڑھے پر کھڑے تھے اور وہ بھڑک رھي تھي' لیکن خدا نے اسلام کي تعلیم دیکر تمھیں اس آگ سے نکال لیا -

روم و فارس کی مہذب سلطنتیں ملک گیري کیلیے باھم دست و گریباں تھیں - اسلام نے انکے مقابلے میں پکارا کہ دنیا اور دنیا کي پرفضا زمین اسلیے نہیں بنائی گئی ھے کہ اوس پر بني نوع انسان کے خون کا سیلاب بہایا جاے ' ایک فریق دوسرے فریق کو نکال کر تمام روے زمین پر خود قابض ھوجاے ' اور آدم کی بہت سی بے خان و مان اولاد کو نو آبادیاں ڈھونڈھنی پڑیں ' بلکہ دنیا کی سطح صرف اسلیے ھے کہ اوس میں آدم کا ھر بچہ اپنے اپنے مراکز پر قائم رھکر خدا کی عبادت میں مصروف رھے - اور جو خلقت عبادت الھي کے لیے پیدا کی گئي ھے' وہ جنگ و خونریزي کے کاموں کے لیے نہیں ھو سکتی :

وما خـلقت الجـن و الانس الا لـیعبـدون (۵۱ : ۵۶)

ھم نے جن و انس کو صرف اپنی عبادت کیلیے پیدا کیا ھے' نہ کہ بغض اور لوٹ مار کیلیے' عداوت' قتل و غارت' اور شر وفساد -

اوسوقت جب کہ دنیا نے نظام امن کو بالکل بدلدیا تھا ' جب کہ ایک فریق دوسرے فریق کو پائمال ستم کر رھا تھا' جب کہ ایک سلطنت دوسري سلطنت کے ممالک مقبوضہ کو چھین رھی تھی' اسلام آیا اور اس ظالمانہ نظام کو بدل کر ایک نیا عادلانہ نظام قائم کیا جسکا مقصد دنیا کی تمام لڑائیوں سے بالکل مختلف تھا -

(مقصد جنـگ)

دنیا کي خونریز لڑائیوں کا مقصد جیسا کہ اوپر گذر چکا ھے ' صرف بغض و انتقام کے تشنہ کام جذبات خبیثہ کي پیاس بجھانا تھا - انسان فرط غیظ و غضب میں اگرچہ جنگ کو ایک عظیم الشان مقصد خیال کرتا ھے' لیکن حقیقت یہ ھے کہ جس چیز کو غضب انساني مقصد عظیم خیال کرتي ھے ' مدنیۃ فاضلہ اوسکو کوئي مقصد ھي نہیں قرار دیتي - ڈاکہ اور راھزني کسي متمدن انسان کا مقصد نہیں ھوسکتا ' ظلم و تعدي انسانیت کي غرض نہیں ھو سکتی ' بغض و انتقام کے بعد انسان کے ھاتھہ میں انسانیت کیلیے کیا رہ جاتا ھے ؟ اگر تمدن سچا اور شائستگي واقعي شائستگي ھے تو وہ قومی وجنسي بغض و انتقام کے ساتھہ کبھي جمع نہیں ھو سکتي -

عرب سے زیادہ اس قسم کي جنگ و خونریزي کیلیے کس نے دوڑ دھوپ کی ھوگی ؟ لیکن دیکھو خدا خود کہتا ھے :

ھل ننبئکـم بالاخسرین اعمالا الذین ضل سعیھم فی الحیوۃ الدنیا وھم

کیا ھم تمھیں سب سے زیادہ نقصان میں رھنے والونکا پتہ دیں ؟ یہ وہ لوگ ھیں جنکي کوششیں اس دنیوي زندگاني

يحسبون انهم يحسنون صنعا (۱۷ : ۱۰۴)	میں بھی بیکار گئیں اگرچہ وہ سمجھہ رہے ہیں کہ ایک بہت بڑا کام کررہے ہیں -

اس بنا پر درحقیقت اسلام سے پہلے جنگ کا پیکر خونیں ' روح حقیقی یعني مقصد سے بالکل خالي تھا اور دنیا کے ہاتھہ میں کشت و خون کے بعد ندامت کے سوا کچھہ نہیں آتا تھا - چنانچہ ایک جاهلی شاعر جنگ کے آخري نتایج کا ذکر ان حسرت آمیز الفاظ میں کرتا ہے :

فآبوا بالرماح مكسّرات ‌‌ و ابنا بالسيوف قد انحنينا

وہ لوگ ٹوٹے ہوے نیزے اور ہم کج شدہ تلواریں لیکر میدان جنگ سے واپس آے -

یہي وجہہ ہے کہ دنیا کی زبانوں میں جنگ کیلیے کوئی ایسا لفظ وضع نہیں کیا گیا جو اسکے مقصد پر دلالت کرتا ہو - بلکہ جنگ کے تمام نام محض اسکے اوصاف و نتائج هی کا بیان تیے - لیکن اسلام نے جنگ کو "جہاد" کی وسیع اصطلاح کے ماتحت لا کر اسکے مقصد اور حقیقت کو اسکے نام هی سے واضح کردیا -

یہی اعلی مقصد ہے جسکے لیے اسلام نے هر موقع پر جد و جہد ' کوشش و سعی ' اور دوڑ دھوپ کی ترغیب دي ہے :

لا يستوي القاعدون من المومنين غير اولی الضرر و المجاهدون في سبيل الله باموالهم وانفسهم فضل الله المجاهدين باموالهم و انفسهم على القاعدين درجة و كلا وعد الله الحسنى و فضل الله المجهدين على القاعدين اجر اعظيما - (ن م ۹۷)	مسلمانوں میں جو لوگ معذور نہ تیے باایں همه گھر میں بیٹھے رہے ' وہ ان لوگوں کا مرتبہ نہیں پاسکتے جنھوں نے اپنے اموال اور اپني جانوں سے الله کي راہ میں جہاد کیا - ایسے مجاهدین کو گھر میں بیٹھہ رهنے والے مسلمانوں پر ایک خاص درجہ تک بزرگي دي اگرچہ دونوں کیلیے خدا نے بہتري کا وعدہ کیا مگر مجاهدین کیلیے بمقابلہ غیر مجاهدین کے اجر عظیم ہے -

(وہ اعلی مقصد کیا تھا ؟)

قران مجید نے اسکا جواب نہایت مختصر اور سادہ الفاظ میں دیا ہے :

حتي لايكون فتنة ويكون الدين كله لله	دنیا میں فتنۂ ظلم و فساد باقي نہ رہے اور دین الله کیلیے هو جائے
هوالذي ارسل رسوله با لهدى و دين الحق ليظهره على الدين كله (توبه)	وہ خدا جسنے اپنے رسول کونوع بشري کي هدایت اور دین حق کي دعوت کیلیے بھیجا ' تاکہ اوس کی سچائي کو دنیا کے تمام ادیان پر غالب کردے -

لیکن انهي سادہ اور مختصر الفاظ نے عرب کي تاریخ جنگ کا ڈھانچہ بدل دیا -

اقوام قدیمہ کي لڑائیوں کا اصل مقصد اکثر محض قتل و غارت ' سیادت' ارضی وسعت ممالک' عزت و نمود اور اظہار شجاعت هوتا تھا - عرب کا بھي یہی حال تھا جسکے اندر اسلام کی دعوت شروع هوئي :

و ايامنا مشهورة في عدونا
لها غرر معلومة و حجول

"همارے معرکے همارے دشمنوں میں نہایت مشہور هیں- اونکے بیل بوٹے اور نقش و نگار اب تک اچھي طرح چمک رہے هیں "

و الا اكن كل الشجاع فانني
بضرب الطلى و الهام حق عليم

" اگرچہ میں بہت بڑا بہادر نہیں هوں تاهم سر اور گردن اڑا دینے کا خوب ماهر هوں " (یہ گویا کسر نفسي ہے !)

مشينا مشية الليث
غدا والليث غضبان

" هم میدان جنگ میں شیر کي چال چلے ' ایسا شیر جو صبح کے وقت شدت گرسنگي میں نہایت غضبناک هوکر شکار کی جستجو میں اٹھہ کھڑا هوتا ہے -

اس مقصد کا اظہار صرف میدان جنگ هي میں نہیں کیا جاتا تھا ' بلکہ وهاں سے پلٹ کر عورتوں کو اپني اپني بہادري کے افسانے سنا کر انھیں اپنے کارنامہ اعمال سے مرعوب کرتے تیے :

فانك لورايت ولن تريه
اكف القوم تخرق با لقنيتا

"اے معشوقه ! اگر تو دیکھتي (حالانکہ تیرا دل گردہ یہ نہ تھا کہ دیکھہ سکتي) کہ دشمنوں کي هتیلیاں کیونکر نیزوں سے چھیدي جا رهي هیں' تو تجھکو میدان قیامت کا منظر نظر آجاتا "

كفاك التاى ممن لم تريه ‌‌ ورجبت العراقب للبنينا

" اگر تو نے مجے اس معرکہ میں نہیں دیکھا تو یہ بہتر ہے' ورنہ اپنے اور اپنی قوم کے فرزندوں کیلیے تو دعاے خیر کرتي "

لیکن جسطرح عرب کا اصل مقصد " غارتگري" اس مقصد کے منافي نہیں تھا ' بلکہ دونوں ساتھہ ساتھہ پورے کیے جاسکتے تیے' اسي طرح اشاعت و اعلان حق اور دعوت صداقت و عدالۃ کے ساتھہ بھي اس مقصد کو پورا کیا جاسکتا تھا عرب کي لڑائیوں کي تمام خصوصیات صحابہ کرام رضوان الله علیهم کے سامنے موجود تھیں' اور اونکا جوش اون کو اور زیادہ نمایاں کرنا چاهتا تھا - ایک صحابی نے آپ سے دریافت کیا :

الرجل يقاتل للمغنم و الرجل يقاتل للذكر والرجل يقاتل ليري مكانه فمن في سبيل الله ؟ (بخاري جزو۴ - ص - ۴)	آدمی کبھی لوٹ مار کیلیے لڑتا ہے کبھي شہرت کیلیے اور کبھی میدان میں اپني شجاعت کے اظہار کیلیے' لیکن حضور فرمائیں کہ انمیں سے کون شخص مجاهد في سبيل الله ہے ؟

چونکہ اسلام نے هر عمل کا اصول اولین یہ قرار دیا ہے :

انما الاعمال بالنيات (الحديث)	هر عمل کا ثواب تمهاري نیتونکي بنا پر ہے -

اسلیے اگرچہ یہ مقاصد اشاعت کلمۂ حق کے منافي نہ تیے ' تاهم اسلام جس خلوص اور جس عدالۃ حقہ کا واعظ تھا ' اسکے لحاظ سے ضرور تھا کہ اس بارے میں سب سے پہلے نیتوں هی کو درست کرے - کیونکہ انهی کا اثر خارج کے تمام اعمال پر پڑتا ہے - چنانچہ آنحضرت (صلی الله علیه و سلم) نے اس سائل کو جواب دیا :

من قاتل لتكون كلمة الله هي العليا فهو في سبيل الله ! (بخاري جزو - ۲ - ۴)	جس شخص نے اس نیت سے لڑائي کي کہ خدا کا بول بالا هو اور اسکی سچائي قائم کي جاے' تو صرف اسیکا قتال خدا کي راہ میں ہے !

حقیقت اگر حقیقت ہے تو پردے میں نہیں رہ سکتي - حضرۃ داعی اسلام علیه الصلوۃ و السلام نے جہاد اسلامي کي اس حقیقت کا اظہار کیا تو خدا نے عملی نمونہ قائم کرکے اونکے اشتباہ کو زائل بھي کردیا - ایک غزوہ میں ایک شخص نہایت بے جگري کے ساتھہ لڑا

تاریخ و عبر

اولین جنگ جرمنی و فرانس

سنه ۱۸۷۰ ، ۱۹۱۴ع میں !

(۲)

(پہلا معرکہ)

پہلا معرکہ مقام سار برک میں ۳۰ جولائی کو شروع ہوا ' اور یکم اگست تک جاری رہا - اس معرکہ میں میدان فرانسیسوں کے ہاتھہ رہا اور انہوں نے اس مقام کو فتح کرلیا - لیکن دو ہی تین روز کے بعد زمانہ نے پلٹا کھایا ' اور اب پروشین فوج نے ایک نمایاں کامیابی کے ساتھہ انہزام و شکست کے اس بدنما داغ کو اپنے دامن شجاعت سے مٹادیا - چنانچہ ۴ - اگست کو وہ ولی عہد کی سپہ سالاری میں ویئسں برگ پر قابض ہوگئی - اور فرانس کا سپہ سالار جنرل دوای اس معرکہ میں کام آیا - نیز تقریباً ۸۰۰ فرانسیسی گرفتار بھی ہوے -

اسوقت تک پروشین فوج صرف مدافعت کررہی تھی' لیکن اس تاریخ سے اوس کی فاتحانہ جنگ کا زمانہ شروع ہوا -

۶ - جولائی کے معرکہ میں پروشین فوج نے فرانسیسی لشکر کو شکست فاش دی ' اور ۴۰۰۰ فرانسیسی قیدی گرفتار کرلیے اس معرکہ میں فرانس کے ۱۱۰۰۰ سپاہی کام آے ' اور پروشیا کے صرف ۳۰۰۰ سپاہی ضائع ہوے - اب سارابرک پھر پروشیا کے زیر علم آگیا -

فاتحانہ جوش میں پروشین فوج نے اس قوت کے ساتھہ حملے کرنے شروع کیے کہ فرانسیسی فوج کو دور باک' و سان اوراك' اور ٹیونویل سے نکلنا پڑا ' اور انکے ۸۰۰۰ قیدی گرفتار ہوگئے بالاخر فرانسیسی لشکر پیچھے ہٹا ' اور پروشین فوج نے میتز تک فرانسیسی فوج کا تعاقب کیا جہاں سے اوس نے سب سے پہلے اپنے علم ہجوم کو بلند کیا تھا !

(پیرس میں اضطراب)

پیرس میں اس شکست کی خبر نے ایک طوفان بپا کردیا ' تمام رعایا بدحواس ہوگئی ' عام باشندوں میں اس قدر اضطراب پیدا ہوا کہ ارکان - سلطنت کو شورش و بغاوت کا خوف پیدا ہوگیا ' چنانچہ اس فتنہ کے فرو کرنے کیلیے یہ جھوٹی خبر مشتہر کی گئی کہ پروشیا کے شکست کھائی اور فرانس کو فتح حاصل ہوئی ' لیکن جھوٹ ... کب تک چھپ سکتا تھا ؟ واقعہ کی اصلیت بالاخر معلوم ہوگئی اور اوس نے پہلے سے بھی زیادہ ہلچل پیدا کردی - یہانتک کہ تمام اہل شہر نے وزیر اعظم کے محل کو گھیر لیا ' اور واقعہ کی اصلیت دریافت کی - وزیر اعظم نے مجبوراً صرف ویئسبرگ کی شکست کا اعتراف کیا - دوسرے دن ووتھہ اور فوربرگ کے شکست کی خبر معلوم ہوئی تو تمام پیرس وزارت خانہ میں امنڈ آیا - اسوقت پیرس میں نپولین ثالث کی بیگم اپنے شوہر کی قائم مقام تھی - اوس نے ۹ - اگست کو فرانسیسی دار الامراء اور کونسل قانون ساز (مجلس تشریعی) کا انعقاد کیا - وزیر اعظم جو نہی تقریر کیلیے کھڑا ہوا ' لوگوں نے شور مچا کر روک دیا بالاخر - سابق وزارت توڑ دیگئی اور کونٹ پوالک کی صدارت میں جدید وزارت قائم ہوئی - اسی زمانے میں جنرل مارشل لابو نے بھی استعفاء دیدیا اوسکی جگہ جنرل مارشل مازین فرنچ افواج کا سپہ سالار مقرر ہوا -

(واقعہ و وتھہ و ٹیونویل)

اب پروشین فوج پرنس فریڈرک چارلس کی سپہ سالاری میں لورین کے دار السلطنت میٹز کی طرف بڑھی جو موجودہ جنگ میں مشہور جرمن سرحدی مرکز ہے ' اور جرنل وان ووردرشتین بھی جنوبی جرمن فوج کو لیکر اسٹرا سبرگ کی طرف روانہ ہوگیا ' جو الزاس کا سب سے بڑا شہر تھا - ولی عہد نے بھی جنرل مکماہون کے مقابلہ کیلیے نانسی کا رخ کیا - جنرل مکماہون نے پہلے ہی حملے میں شکست کھائی ' اور شالون سیر مارن تک ہٹ آیا - پروشین فوج نے میتز میں بھی اسی قسم کی فتح حاصل کی ' اور فرانسیسیوں کو سخت نقصانات کے بعد پیچھے ہٹنا پڑا -

۱۵ - اگست سنہ ۱۸۷۰ع کو پروشین فوج نے نہر موسیل کو بھی (جو میٹز اور ٹیونویل کے درمیان واقع ہے) فرانس کے اوس خط رجوع کے توڑنے کیلیے عبور کرلیا جو پیرس تک جاتا تھا - ۱۶ کو ٹیونویل کا معرکہ پیش آیا جس میں فرانسیسیوں نے سخت شکست کھائی - سب سے پہلے دن آخری مدافعت کیلیے تمام فرانس کی فوت امنڈ آئی ' اور ۱۷ - اگست کو میٹز کے غربی جانب ریزونویل کا عظیم الشان معرکہ پیش آیا جو نو گھنٹے تک جاری رہا - مازین نے اس معرکہ میں بھی شکست کھائی ' اور فریقین کے

[بقیہ صفحہ ۱۲ کا]

یہاں تک کہ میدان جنگ کے پلٹ کر تمام صحابہ نے اوسکی شجاعت کی داد دی - لیکن آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا " وہ جہنمی ہے " - ایک صحابی کو اسپر سخت تعجب ہوا - انہوں نے اوسکے تمام زمانۂ جنگ کی دیکھہ بھال شروع کردی حسن اتفاق سے وہ ایک موقع پر سخت زخمی ہوا ' اور زخم کی تکلیف سے بیتاب ہوکر خود کشی کرلی (جو حرام ہے کیونکہ اسلام کی نظر میں اپنے نفس زندہ رکھنا انسان کا اولین فرض دائمی ہے) وہ صحابی دوڑے ہوے آنحضرت کی خدمت میں آے اور عرض کی " بیشک آپ خدا کے رسول ہیں " آپ نے ... صرف ظاہری حال دیکھکر متاثر ہوگئے مگر خدا تو دلوں کو دیکھتا ہے - اس شخص نے بڑی شجاعت سے لڑائی میں حصہ لیا ' لیکن چونکہ خلوص و صداقت کے ثبات سے محروم تھا - اسلیے حرام موت مرکر اپنی تمام محنت ضائع کردی اور اسی لیے میں نے اسے جہنمی کہا :

ان الرجل لیعمل العمل اهل الجنة	ایک آدمی بظاہر اہل
فیمایبدو للناس و هو من اهل النار	جنت کا کام کرتا ہے حالانکہ
و ان الرجل لیعمل عمل اهل النار	وہ دوزخی ہوتا ہے ' اور
فیما یبدو للناس و هو من اهل الجنة	ایک آدمی بظاہر دوزخیوں
(بخاری جزو ۳ ص ۳۷)	کا طریق عمل اختیار کرتا ہے '
	لیکن وہ جنتی ہوتا ہے !

اسلام کی دعوت اولین کا مقصد صداقت و دیانت کی ایک پائدار جماعت کا پیدا کرنا تھا جسکو هر گروہ ' هر جماعت ' هر زندگی ' هر حال ' اور هر ایک میں ہونا چاہیے - فوج کی تنظیم و ترتیب میں بھی ہمیشہ یہی مقصد پیش نظر رکھا تھا اسلیے اگر آب زمزم میں شراب کا ایک قطرہ بھی مل جاتا تھا ' تو اسلام کے دامن خلوص پر اس سے دھبہ آجاتا تھا -

چنانچہ ایک بار غنیمت کی لالچ سے ایک شخص نے آپکے ساتھہ شریک جہاد ہونا چاہا - اس نے تین بار درخواست کی لیکن آپ نے ہر مرتبہ انکار کردیا - یہ واقعہ تفصیل کے ساتھہ صحاح میں منقول ہے -

مارشل وان مولٹکے

اس قدر سپاہی ضائع ہوے کہ میدان کا تمام نشیبی حصہ لاشوں سے پٹ گیا - فرانس کے مجروحین و مقتولین و اسیران جنگ کی تعداد ۵۰۰۰۰ تک پہونچ گئی تھی ' لیکن پروشین فوج کا بھی بہت زیادہ نقصان ہوا تھا - آخر میں پروشین فوج نے میٹز کے قریب بازین کا محاصرہ کیا ' اور اوسکے تمام تعلقات پیرس کو منقطع کردیا -

اب وہ سخت مصیبت میں گرفتار ہوگیا دوسری طرف سے ولی عہد جرمنی دو لاکھہ فوج لیکر شالون کے جنوب کی طرف پیرس کے محاصرہ کے لیے (میٹز سے آگے) بڑھتا چلا جاتا تھا ' اور اوسکی مدافعت میں جنرل مکماہون کا ہر قدم پیچھے تھا - شاہ ولیم بھی اپنی فوج کے ساتھہ آگے بڑھکر میٹز کے قریب ولیعہد سے ملگیا ' اور اب اس اجتماعی قوت سے پیرس کے محاصرہ کو بالکل آسان کردیا -

جنرل مکماہون کو شالون سے ہٹنے کے بعد کمک پہونچی ' اور اس نے میٹز کے قریب بازین کو مدد پہونچانا چاہی ' لیکن ولی عہد نے اپنا راستہ بدل دیا - اب مکماہون نے شمال کی جانب حدود بلجیم تک اسکا تعاقب کیا اور ۲۸ سے لیکر ۲۹ - اگست تک دونوں فوجوں میں معمولی لڑائیاں ہوتی رہیں - ۳۰ - اگست کو مکماہون مون میڈمی کی طرف بڑھا - پروشین فوج نے اس مقام پر اوسکو شکست دیکر ۱۲ توپیں چھین لیں اور ہزاروں قیدی گرفتار کیے ' لیکن اسی مقام پر جدید کمک نے دونوں فوجوں کی طاقت میں ایک نمایاں اضافہ کردیا - جس سے اوسی رات کی صبح کو ایک عظیم الشان معرکۂ جنگ گرم ہوا لیکن فرانسیسیوں نے بالآخر شکست ہی کہالی ' اور مقام سیدان تک پیچھے ہٹ آے -

(یوم سیدان)

یکم ستمبر کی صبح کو مکماہون کو پھر کمک پہونچی ' اور وہ مقام سیدان کے قریب قلعہ بند ہو گیا - پروشین فوج نے صبح کو ۴ بجے سے حملہ شروع کیا ' اور ابتدا میں فرانسیسی فوج نے بہادرانہ مدافعت کی - گو دو پہر تک لڑائی جاری رہی ' مگر پروشین کے حملہ کو فرانسیسی فوج نے پسپا کردیا پروشین فوج نے دوسری بار پھر حملہ کیا ' لیکن اس مرتبہ بھی ناکامیاب واپس ہوئی -

فتح و ظفر کے حوصلہ مندانہ جذبات پر یہ ناکامی سخت شاق گذری - آسی دن ۳ - بجے کے بعد پھر پروشین فوج نے جانبازانہ حملہ کیا ' اور اسی حملہ نے اس جنگ کا آخری فیصلہ کردیا - تمام فرانسیسی فوج کے پاؤں اوکھڑ گئے اور اونھوں نے راہ گریز اختیار کی - پروشین فوج نے تعاقب کیا اور کامیاب واپس آے - اس معرکہ میں ۳۰۰۰۰ پروشین سپاہی مجروح و مقتول ہوئے - اور فرانسیسی فوج کے ۲۰۰۰۰ جانوں کا نقصان ہوا -

(اعتراف شکست)

اسی معرکہ میں مارشل مکماہون بھی زخمی ہوا اور اوسکی پوری لشکر پر مایوسی چھا گئی - بالآخر اوس نے شاہ پروشیا کے سامنے اپنی شکست تسلیم کرلی نپولین ثالث بھی مکماہون کے ساتھہ شریک جنگ تھا ' اوسکو بھی مجبوراً سپر ڈالدینی پڑی جن درد انگیز اور مایوسانہ الفاظ کے ساتھہ اس نے شکست کا اعتراف کیا تھا ' وہ تذکرۂ عبرت و بصیرت کیلیے ہمیشہ تاریخ میں یادگار رہینگے :

" چونکہ میں اپنی فوج کے آگے شریفانہ موت مرنے کی قدرت نہیں رکھتا ' اسلیے حضور کے پاؤں پر اپنی سپر ڈالدیتا ہوں فاعتبروا یا اولی الابصار ! "

شاہ پروشیا نے اوسکے ساتھہ نہایت شریفانہ برتاو کیا - اور خاص اوسکے خاندان کے قیام کے لیے کاسل کے قریب ایک محل خالی کردیا -

(انقلاب حکومت فرانس)

پیرس میں جب شکست کی خبر پہونچی تو ایک تلاطم برپا ہوگیا - تمام لوگ بازاروں میں دیوانہ وار پھرنے ' اور قیام جمہوریت کے لیے شور و غل مچا نے لگے - بادشاہ اور تمام شاہی خاندان سے عمداً نفرت ' بیزاری ' اور علحدگی کا اظہار کیا گیا - اسلیے کہ نپولین نے تلوار ڈالدی اور پروشیا کے آگے سر عجز خم کردیا -

۴ ستمبر کو تمام باشندوں کے ساتھہ وطنی والنٹیروں نے بھی جمہوریت کا مطالبہ کیا - ہاؤس آف لارڈ اور مجلس قانون ساز ٹوٹ گئی ' اور تمام لوگوں نے یہ متفقہ صدا بلند کی کہ بونا پارٹ کے خاندان نے ملک کے ساتھہ خیانت کی ہے - بالآخر جمہوریت کے تمام ارکان نے دارالحکومت میں جاکر نوابان فرانس میں سے گیارہ اشخاص کی ترتیب سے ایک وقتی حکومت قائم کی - ملک میں اس انقلاب حکومت کا نہایت خوشی اور مسرت کے ساتھہ استقبال کیا گیا ' اور جبراً بادشاہ کے تمام اعزازات چھین لیے گئے -

ان گیارہ شخصوں میں سے مشہور و نامور یہ چھہ اشخاص تھے : عمانوئیل اراگو ' عمانوئیل کریمیو ' ژول ویری ' ژول سیمون ژول ۲ مدنا ان میں ژول سیمون مشہور مصنف ہے -

مارشل مکماہون

۴ ستمبر کو اس وقتي حکومت نے جمہوریت کا عام اعلان کیا اور وہ بالاتفاق تسلیم کرلیا گیا - نپولین کي بیگم بھاگ کر انگلستان چلي آئي ' اور تمام سلطنتوں میں سب سے پہلے ولایات متحدہ نے فرانس کي جمہوریت کا اعتراف کرلیا -

(محاصرۂ پیرس)

لیکن ابلتے ہوے چشموں ' ابھرنے والی موجوں ' اور بہنے والی طاقتوں کو کون روک سکتا ہے ؟ مکماہون اور نیپولین کے اعتراف شکست کے بعد شاہ پروشیا نے ۳ لاکھہ سپاہیوں کو لیکر پیرس کا محاصرہ کرلیا - اب باشندگان پیرس کے سامنے صلح کے سوا نجات کي اورکوئي راہ نہ تھي - چنانچہ مشہور فرانسیسي سیاسي و مورخ تیارے نے ' جسکا ذکر اوپر گذر چکا ہے ' اس غرض سے لندن ' وائنا ' پیٹرسبرگ کا سفر کیا ' لیکن ان سلطنتوں نے بیچ میں پڑنے سے انکار کر دیا -

ژوویر وزیر خارجیہ فرانس نے خود کونٹ بسمارک سے صلح کے متعلق گفتگو کي لیکن اوسنے جواب دیا :

" صلح نا ممکن ہے ' کیونکہ اسوقت پیرس میں کوئي مستقل حکومت نہیں ہے - ساتھہ ہي پروشیا صوبہ الزاس اور لورین کے الحاق سے دست بردار بھي نہیں ہو سکتي "

اگرچہ فرانسیسیوں نے اپنے مقبوضہ ممالک کے ایک چپہ دینے سے بھي انکار کیا ' لیکن پروشین حکومت نے فتح کے پہلے ہي دن سے استرا سبرگ میں اپنی ایک فوج بھیجدي - اور اس نے اسپر فوجي قبضہ کرلیا -

۱۶ سپٹمبر کو تقریباً نصف ملین پروشین فوج پیرس کے گرد جمع ہوئي اور اوسکے محاصرے کا اعلان کیا - اسوقت پیرس میں ۲۳۰۰۰۰ فوج تھي - اب فرانسیسي صلح سے مایوس ہوگئے تھے اسلیے انہوں نے جان پر کھیل کر مدافعانہ حملے کا عزم کر لیا - حکومت وقتیہ کے بعض ارکان محاصرہ سے پہلے ہي تولوں چلے گئے تھے ' اور وہاں سے بیروني دنیا کي خبریں غبارہ کے ذریعہ پیرس کے اندر پہونچاتے رہتے تھے -

جنرل گریبالڈي نے اپنے دونوں لڑکوں کے ساتھہ جمہوریت کا اعتراف کرلیا ' اور ایک لاکھہ مزید فرانسیسی فوج اور جمع ہوگئی ' لیکن محاصرہ پیرس ہی تک محدود نہ تھا ' جنرل بازین نے میٹز میں بھي مجبور ہو کر شکست تسلیم کرلي تھي - باشندگان پیرس پر میٹز کا سقوط نہایت شاق گذرا اور انہوں نے جنرل بازین پر بھي خیانت کا الزام لگادیا ' کیونکہ اوس نے اب تک جمہوریت کا اعتراف نہیں کیا تھا - چنانچہ اوسکے گرفتار کرلینے کا سرکاري اعلان ہوا -

(اتحاد جرمني)

اسي محاصرہ کے زمانے میں جرمني کے تمام مستقل صوبے پروشیا کے ساتھہ ملحق ہوگئے اور جرمني ایک متحدہ سلطنت بن گئي - ولیم اول شاہ پروشیا کو اوسکا بادشاہ بنایا گیا ' اور جنوري سنہ ۱۸۷۱ میں اسکا اعلان عام کردیا گیا - اس طرح اتحاد جرمني اور " جرمن امپائر " کے اس خواب کي تعبیر ملگئي جو پرنس بسمارک نے دیکھا تھا اور اسکی تعبیر جنگ فرانس و جرمنی کے خون و ہلاکت کے اندر ڈھونڈھی تھی -

(انعقاد صلح)

اب پروشین فوج کے محاصرہ نے فرانسیسیوں پر دنیا تنگ کردي اور وہ صلح پر بالکل مجبور و مضطر ہوگئے - بالاخر تین ہفتے کی ہنگامی صلح پر دونوں سلطنتوں کا اتفاق ہوا ' اور اس اثناء میں فرانسیسیوں کو مقام بورڈو میں انعقاد مجلس صلح کیلیے وکلا کے انتخاب کرنے کا موقع دیا گیا - ۲۸ جنوری سنہ ۱۸۷۱ع کو فرانس کي طرف سے جول ریو اور پروشیا کي جانب سے بسمارک کا نام پیش کیا گیا - فرانسیسیوں میں وکلاکے انتخاب کے بارے میں سخت اختلاف ہوا ' لیکن ۸ فروري کو جمہوري راے غالب آئي اور ۱۵ وکلاے صلح کا اور انتخاب ہوگیا -

۱۵ فروري کو بورڈو میں تمام وکلا کا جلسہ ہوا ' اور موسیو تیارے کو مجلس صلح و حکومت جمہوریہ ' دونوں کا پریسیڈنٹ مقرر کیا گیا - ۲۸ فروري کو بہت سے بحث و مباحثہ کے بعد ایک معاہدہ لکھا گیا جسکے ذریعہ استرا سبرگ اور الزاس کے پورے صوبے ' اور لورین کے پانچویں حصے کا الحاق جرمنی کے ساتھہ کردیا گیا - میٹز بھی اس میں شامل تھا - اسکے علاوہ فرانس سے پانچ برس کي مدت میں ۲۰۰۰۰۰۰۰۰ گني کا تاوان جنگ بھي دلوایا گیا ' اور اسي پر جنگ کا خاتمہ ہوگیا -

اس جنگ پر تقریبا نصف صدي گذر گئي ' لیکن فرانسیسیوں کے دل پر اسکا داغ ہمیشہ تازہ رہا -

برقی آلہ کان

یہ جرمن سے آئے ہیں ان کو کان میں رکھنے سے بالکل بہرہ آدمي بخوبي دور و نزدیک کی ہر ایک آواز بات چیت سن سکتا ہے اور کسي کو نظر نہیں آتے نہ کچھہ تکلیف معلوم ہوتي ہے - ہم ان کو اس شرط پر روانہ کرتے ہیں کہ اگر فائدہ نہو تو قیمت واپس کر دینگے - بہرا پن کسي قسم اور کسي سبب سے ہو سب کو یکساں نفع دیتا ہے - روپیہ پیشگی آنے پر محصول پارسل وغیرہ معاف ' ورنہ ہر خریدار کو بذریعہ وي پي روانہ ہوتے ہیں قیمت فی جوڑہ ۵ روپیہ -

المشتہر یو - ایم بنگالہ - اینڈ کو — متھرا

خالص اسلامی ترکی ٹوپی - ساخت

قسطنطنیہ و مصر

ترکی ٹوپي ہر قسم کي ... چھلے دار ' ہر رنگ و ہر سائز کي مبلغ ایک روپیہ سے تین روپیہ تک کي قیمت کا موجود ہے '

ملیالہ انور پاشا ٹوپي - خاکی ' سبز کاھی و سیاہ رنگ کی قیمت ۳ روپیہ و تین روپیہ آٹھہ آنہ -

خادم قوم - ایس - ایف - چشتي اینڈ کمپنی - دہلی

سول ایجینٹ براے ہندوستان

فبریقہ ہرنہ - ہمایوني - معمولاتي قسطنطنیہ فبریقہ نیشنل ایجیپشین - دي تاربوش - قاہرہ مصر

برید فرنگ

(ضرورت قانون سے نا آشنا هے)

۴ - اگست کو جرمن چانسلر نے برلن میں جو تقریر کی تھی ' اسکے اقتباسات لنڈن ٹائمز نے شائع کیے هیں - ایک موقع پر وہ کہتا هے :

"حضرات ! هم ضرورت کے عالم میں هیں اور ضرورت قانون سے نا آشنا هے - هماری فوجوں نے لکسمبرگ پر قبضہ کرلیا هے اور شاید وہ اسوقت خاک بلجیم پرقدم زن هوچکی هونگی - حضرات ! یہ اقدام بین الملی قانون کے خلاف هے - یہ بھی صحیح هے کہ فرانس نے برسیلز میں یہ اعلان کیا هے کہ جب تک انکے حریف بلجیم کی ناطرفداری کا پاس کرینگے ' اسوقت تک وہ بھی لحاظ کریگا - تاهم هم کو یہ بھی معلوم هے کہ فرانس تاراج کرنے کے لیے تیار کھڑا هے - فرانس انتظار کرسکتا هے مگر هم انتظار نہیں کرسکتے - همارے سرحدی بازو پر فرانسیسی فوج کی نقل و حرکت همارے لیے ایک آفت ثابت هوسکتی هے - اسلیے همیں لکسمبرگ اور بلجیم کے جائز اعتراض کو مجبوراً پامال کرنا پڑا هے -

هم علانیہ کہتے هیں کہ هم ایک حق تلفی کے مرتکب هو رهے هیں ' مگر جونہی همارا فوجی مقصد حاصل هوجائیگا ' هم فوراً اسکی تلافی کی کوشش کرینگے - جوکوئی بھی هماری طرح خطرہ میں هوگا اور اپنے بلند ترین مقبوضات کے لیے لڑ رہا ' اسکا صرف یہی ایک خیال هوگا کہ کسی طرح قطع و برید کرکے اپنا راستہ نکالا جاے "

نیر ایسٹ اپنی تازہ ترین اشاعت کے ایڈیٹوریل نوٹس میں لکھتا هے :

" انگریزی امیر البحر کے "سلطان عثمان اول" اور "رشادیہ" لے لینے کی خبر سے ایتھنس میں جو مسرت و شادمانی پیدا هوئی تھی اسکو اس خبر سے کسیقدر صدمہ پہنچا هوگا کہ جرمنی کے "گیوبن" اور "بریسلا" جہاز اب عثمانی بیڑے کی فہرست میں نظر آتے هیں - اب بحر ایجین میں بحری قوی کے توازن کا میلان یونان کے خلاف هے -

جو شخص یہ جانتا هے کہ ایک طرف تو بعض اعضاء انجمن اتحاد و ترقی کو سالونیکا کی روایات کے ساتھہ کسقدر شدید وابستگی هے ' اور دوسری طرف جزائر ایجین کے متعلق ترکوں کی حسیات کیا هیں ؟ وہ اس امر کے معلوم کرنے میں ناکام نہیں رهیگا کہ "گیوبن" کی آمد ایجین کے نا طے شدہ سوال کے لیے ایک سنگین پیچیدگی هے - غرض حالت سنگین هے گو اتنی سنگین نہ هو کہ ان افواهوں کو تسلیم کرلیا جاے ' جو ان فقروں کے لکھنے کے وقت مشہور هو رهی هیں -

شاید حالات کا سب سے زیادہ تشفی بخش پہلو یہ هے کہ موسیو وینزیلوس " اتحاد بلقان " کے دو بارہ قائم کرنے کی کوشش کر رهے هیں اور یونان کی تمام دوسری سیاسی جماعتوں کے لیڈر اس نازک وقت میں انکی مساعدت کے لیے بظاهر مستعد معلوم هوتے هیں -

اگر ترکی کو غلط مشورہ دیا گیا کہ وہ موجودہ حالت میں اپنے آپ کو بالکل خطرہ کے اندر ڈالدے (جو ایک حماقت هے جسکے متعلق همیں امید هے کہ ترک اسکے ارتکاب کے قابل نہ هونگے) تو ایک طرف کے پلہ میں اسکے وزن کا توازن دوسرے طرف کے پلے میں اسکے همسایوں کے وزن سے هوجائیگا "

نیر ایسٹ اسی اشاعت کے مقالۂ افتتاحیہ میں لکھتا هے :

" گیوبن " اور اسکے رفیق (بریسلا) کا ایک حریف طاقت کے پاس سے نکلکے ایک نا طرفدار طاقت کے پاس عین جنگ کے زمانہ میں چلا جاتا قسطنطنیہ پر ڈپلو میٹک اعتراض کی ایک بنیاد پیدا کرتا هے - لیکن یہ ایک اهم واقعہ هے کہ اگر جنگ کا ایک خوفناک انجن معرکہ کی اس صف سے نکلگیا هے جو همارے مقابلہ میں آراستہ کی گئی هے ' تو وہ باب عالی کے هاتھہ میں چلا گیا هے ' اور همکو یہ اعتراف کرنا چاهیے کہ جو لوگ استنبول کی پالیسی پر قابض هیں ' وہ مغرب کے دل پر اس احساس کے نقش کرنے میں ناکام رهے هیں کہ صلح پسند ارادوں کے متعلق انکے عہد و پیمان میں صداقت و واقعیت هے "

غالباً نیر ایسٹ کے دفتر میں یہ پیغمبرانہ اخلاق اس وقت ظاهر کیا جا رہا تھا ' جب کہ خود یورپ کے باهمی پیمان هاے صلح و امن کا جنازہ دفن هو چکا تھا ! سب سے زیادہ دلچسپ حصہ مضمون کے خاتمہ کا هے :

"انجمن (اتحاد و ترقی) کے ایک حصہ پر افسوس اور دوسرے حصہ کے حوصلوں کی قدر دانی کی جا سکتی هے ' اور بہت سے لوگوں سے انہیں عملی همدردی بھی حاصل هوگی ' لیکن هم اس واقعہ کو ایک بد قسمتی خیال کرتے هیں کہ ان حوصلوں کے خوش هونے اور ان افسوسوں کے بدلہ لینے کے ذرائع ایسے وقت میں حاصل هوے هیں جب کہ قسطنطنیہ کی پالیسی پر متعدد طور سے دباؤ ڈالنے کے لیے یورپ موجود نہیں هے " انہ لحسرة علی الکافرین و انہ لحق الیقین فسبح باسم ربک العظیم -

اسی هفتہ کا نیر ایسٹ اپنے ایک دوسرے ایڈیٹوریل نوٹ میں لکھتا هے :

" یہ اعلان کردیاگیا هے کہ مصر جنگ کی حالت میں هے اور انگریزی جماعت کے زیر سایہ هے - اسکی تفسیر صرف یہ کی جاسکتی هے کہ سرکاری طور پر خدیو کا سلطان کے ساتھہ تعلق برطانیہ کے تعلق کے مقابلہ میں کم تسلیم کیا گیا هے - جسوقت کہ مصر کا براے نام بادشاہ (سلطان المعظم) سنہ ۱۹۱۱ع سے سنہ ۱۹۱۳ع تک جنگ میں مصروف تھا ' تو اسوقت وہ جنگ کی حالت میں نہ تھا ' مگر اب کہ انگریزی فوج نے ٹیوٹینک شاهنشاهوں (یعنی قیصر جرمنی اور شاهنشاہ آسٹریا هنگری) کے مقابلہ میں اپنی نیو علم کی هے ' تو اسکی حالت بالکل برعکس هے !

هم کسی روایت کو الٹنا نہیں چاهتے جب تک کہ وہ محض بے ضرر اور خوشنما رهے - مثلاً یہ کہ عباس حلمی (خدیو حال مصر) ایک عثمانی پاشا اور وراثتاً مصر کے وائسراے هیں - مگر هم خیال کرتے هیں کہ وقت آگیا هے کہ اس کیچیولیشن (مشروط اطاعت) کا دور ختم هوجانا چاهیے جسکی وجہ سے خدیو کی بادشاهی کا استعمال نہایت سنگین طور پر پابزنجیر هے " یعنی نیر ایسٹ کے خیال میں وقت آگیا هے کہ ترکی کا تعلق مصر سے بالکل منقطع کردیا جاے اور اسکا آخری فیصلہ هوجاے ! وما تخفی فی صدورهم اکبر !

بحریات حدیثہ

مراکب بحریہ عظیمہ !

و السابحات سبحا !

بیڑل شپ

ملکہ الیزبتھ کے عہد کا ایک جنگی جہاز
(سنہ : ۱۵۵۸ ع)

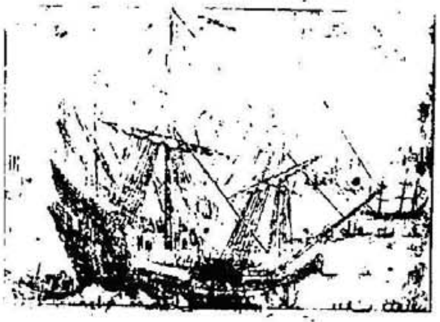

ایک دوسرا قدیم برطانی جنگی جہاز جنگ اسپین میں (سنہ ۱۵۸۷ ع)

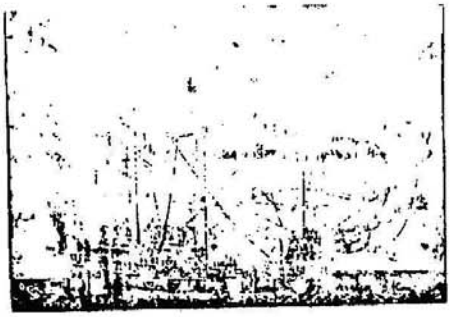

عظیم الشان جنگی جہازوں کا وجود اور انکے ہولناک اور مہیب آلات دنیا کے تنگ علمی دور کا سب سے زیادہ خونریز منظر - ہیں سائنس نے آج اپنی قوت کی سب سے بڑی نمایش جس میدان میں کی ہے' وہ بحری آلات و اساطیل ہی کا خوفناک میدان ہے !

موجودہ جنگ یورپ نے کرۂ ارضی کے خشکی اور تری' دونوں میں آتش ہلاکت مشتعل کردی ہے :: ظهر الفساد فی البر و البحر بما کسبت ایدی الناس ! خشکی کا معرکہ زار فرانس' آسٹریا ہنگری اور روس کا مشرقی حصہ تھا جو اچھی طرح گرم ہوچکا ہے' لیکن آنے والا بحری معرکہ ابھی باقی ہے جو بحر شمالی اور بالٹک کی سطح آبی کو رنگین کریگا' اور ملکۂ بحر (انگلستان) اپنے تخت خونیں پر آگ اور دھوئیں کا نقاب ڈالکر جلوہ افگن ہوگی - یہ حصہ پہلے حصے سے بھی زیادہ ہولناک ہوگا اور انگلستان اور جرمنی کا بحری تصادم قوتوں کی سب سے بڑی ٹکر ہوگی جو ابتک دنیا میں ہوئی ہے !

بحری میدان کے تمام معرکوں کا دار و مدار جنگی جہازوں کے اقسام و تعداد اور انکے ضعف و قوت پر ہے' اور جب تک انکے متعلق کافی معلومات حاصل نہوں' بحری واقعات سے صحیح دلچسپی پیدا نہیں ہوسکتی - لیکن ہندوستان میں عام طور پر بہت کم لوگوں کو انکا حال معلوم ہے - حتی کہ ہزارہا اخبار بین اشخاص یہ تک نہیں جانتے کہ اجکل روزانہ تار برقیوں میں جنگی جہازوں کی جن قسموں کا تذکرہ ہوتا ہے' انسے کس قسم کے جہاز مراد ہیں' اور کروزر' لائٹ کروزر' سب میرین' دسٹرائر' ڈریڈ ناٹ' بیٹل شپ' تار پیڈو' وغیرہ اقسام میں باہم کیا فرق ہے ؟

اسلیے ہم چاہتے ہیں کہ آجکل کی بحری ترقیات کے متعلق ایک سلسلۂ مضامین شروع کریں - سب سے پہلے بیٹل شپ جہازوں کی صنعت اور مالی مصارف کے متعلق چند دلچسپ معلومات فراہم کرینگے -

(ہولناک صناعی نمائش)

ایک بیٹل شپ کی ساخت میں دو سال اور دو ملین پونڈ سے زاید روپیہ خرچ ہوجاتا ہے - اتنی مدت اور یہ رقم بجاے خود بہت زیادہ معلوم ہوتی ہے' لیکن اگر آپ بیٹل شپ کی ساخت کے طریق پر ایک نیم تفصیلی نظر بھی ڈال لیں اور ساتھہ ہی اس کی اہمیت اور وسعت کو بھی پیش نظر رکھیں تو یہ دونوں چیزیں ذرا بھی آپکے لیے تعجب انگیز نہ ہونگی -

ایک بیٹل شپ میں ۹ ہزار ٹن (ایک ٹن ۲۸ من کا ہوتا ہے) تو صرف فولاد کی چادریں اور آہنی توے ہوتے ہیں' اور اسکی ذرع ۵ ہزار ٹن کی ہوتی ہے -

اسکی مختلف مشینیں جنکی مدد سے وہ چلتا ہے' ۳۵۰۰ ٹن کی ہوتی ہیں' اور اسیقدر وزن اسکے اسلحہ کا بھی ہوتا ہے -

اتنے وزنی جہاز کے لیے یہ ضروری ہے کہ اس کی تعمیر گاہ جدید ترین آلات سے آراستہ ہو - مثلاً کسی زمانے میں تعمیر گاہ کے ایک حصہ سے دوسرے حصہ تک پرزوں وغیرہ کے لیجانے کے لیے ۳۰ یا ۴۰ ٹن وزن تک لیجانے والے آلات بار برداری کافی ہوتے تھے' مگر اب چونکہ جہازوں کا مجموعی وزن بہت بڑھگیا ہے' اسلیے یہ آلات ناکافی ثابت ہوے ہیں - اسوقت جس تعمیر گاہ میں بیٹل شپ بنتے ہیں' اسکے لیے کم از کم ایک سو ٹن وزن اٹھانے والے آلات چاہئیں !

اس قسم کے ایک آلے کی قیمت ۴ ہزار پونڈ ہوتی ہے - یعنی ۶۰ ہزار روپیہ !! -

بیٹل شپ میں ایک خاص قسم کا پہیا ہوتا ہے جسکو اصطلاح بحریات میں "ٹر بائن" کہتے ہیں - اس پہیے کے بنانے کے لیے جتنی مختلف قسم کی مشینوں کی ضرورت ہوتی ہے' انکی قیمت ۲۰ ہزار پونڈ ہے !!

جہاز کی ضروریات تعمیر کی یہ بالکل معمولی مثالیں ہیں' ورنہ یوں تو ایک ایک پرزے اور ایک ایک حصہ کے لیے صدہا بیش قیمت آلات کی ضرورت ہوتی ہے -

علم میکانک کا اصل مقصد یہ ہے کہ جو کام انسان دیر میں اور زیادہ محنت سے کرتا ہے' وہ آلات کے ذریعہ تھوڑے وقت اور کم محنت میں انجام پذیر ہو جاتا ہے -

مسٹر فالف (جنہوں نے خود ایک تعمیر گاہ میں جاکر تفصیل کے ساتھہ جہازوں کو بنتے دیکھا ہے) "لنڈن میگزین" میں لکھتے ہیں:

"میں نے بیٹل شپ کی تعمیر گاہ میں انسانی محنت بچانے والے آلات کی ایجاد کے عجائب و غرائب دیکھے - بعض مشینوں کو دیکھا کہ وہ فولاد کی چادروں میں برق کی سرعت کے ساتھہ سوراخ کر رہی ہیں - بعض ایک ایک انچ موٹی چادروں کے کنارے اسطرح برابر کر رہی ہیں جیسے ایک نہایت چابکدست بڑھئی کسی معمولی لکڑی کے تختے کے کنارے ہموار کرتا ہے - ایک طرف دیکھا کہ بعض حیوانی جبڑوں کی شکلیں اور رولر ہیں جو موٹی موٹی فولادی چادروں کو دباکے اسطرح حسب مرضی موڑ دیتے ہیں' جسطرح ہم تم معمولی کارڈ کو اپنی چٹکی میں دبا کے موڑ دیں ! - ان موڑنے والی مشینوں میں سے صرف ایک مشین کے نصب کرنے میں ۶ ہزار پونڈ صرف ہوتے ہیں !

یہ مشینیں جسطرح فولادی سلاخوں اور چادروں پر اپنے تصرفات کرتی ہیں' اسکا منظر بھی نہایت عجیب و غریب اور سحر آفریں ہوتا ہے -

تھوڑی دیر کے لیے اپنی قوت متخیلہ سے کام لیجیے اور یہ تصور کیجیے کہ ایک طویل ڈھالو راستہ ہے - اسکے ایک طرف زمین کا

موجودہ عہد کا بیٹل شپ

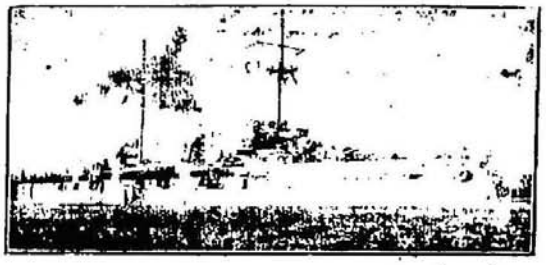

ایک وسیع ٹکڑا ہے - اس مقام سے فاصلہ پر ایک کارخانہ ہے جہاں فولاد کی چادریں اور سلاخیں ڈھلتی ہیں - چند کشتیاں ان چادروں اور سلاخوں کو لاکے اس زمین کے ٹکڑے پر ڈالدیتی ہیں - اس مقام پر ریکٹ یا الماریاں ہیں جن میں یہ بڑی بڑی چادریں رکھی جاتی ہیں -

ان کا طول ۴۰ فیٹ اور وزن ۷ ٹن کا ہوتا ہے - غور کیجیے کہ ایک چھوٹی سی تعمیر گاہ کیونکر اسقدر طویل اور وزنی سلاخوں اور چادروں سے کام لینے کیلیے کافی ہوسکتی ہے ؟

اب ذرا ہموار کرنے والے آلے (پلیز) کو دیکھیے - اپ کو معلوم ہوگا کہ جیسے ایک تولنے والی مشین ہے اور اس کے پلیٹ فارم پر ایک آدمی کھڑا ہے - یہاں پر جو چادریں رکھی ہیں' انکا سرا پیچھے کی طرف ہوتا ہے - اور وہ آدمی انکے سرے کے برابر برابر دوڑتا چلاجاتا ہے اور کنارے ہموار کرتا جاتا ہے - اسکی دوڑ ۳۰ میل کی ہوتی ہے - بظاہر یہ مسافت کافی معلوم ہوتی ہے اور ایک یا دو سال پہلے کافی سمجھی بھی جاتی تھی' مگر اب اسکو ادارہ ماضی سمجھیے کیونکہ یہ مسافت بالکل نا کافی ہوگئی ہے اور اب فولادی چادروں کا طول ۳۰ فیٹ اور زیادہ بڑھا دیا گیا ہے

تعمیرگاہ میں ہر شے پریشان کا ہوتا ہے اور انکی روانگی کی ایک منزل مقصود متعین ہے - سلاخوں اور چادروں کے ہزارہا ٹکڑے ہوتے ہیں - مگر یہ عجیب بات ہے کہ جو ٹکڑا جہاں جانا چاہیے ٹھیک اسی مقام پر جاتا ہے' اور ذرا بھی بے ترتیبی نہیں ہوتی - اور دیکھیے یہ چوڑی سلاخیں ہیں - انکے کناروں کو اسطرح موڑنا چاہیے جسطرح کاغذوں کے کنارے مڑے ہوتے ہیں - یہ سلاخیں بسرعت تمام ایک دبانے والی مشین میں چلی جاتی ہیں' اور جب چند سکنڈ کے بعد نکلتی ہیں تو انکی وہی شکل ہوجاتی ہے جو مطلوب و مقصود ہے - اسکے بعد ایک اور مشین ہے جو مختلف شکل کے کونوں میں انہیں کاٹدیتی ہے

اب دوسری طرف نظر اٹھا لیجیے ! دیکھیے - یہ سوراخ کرنے والی مشینیں ہیں - یہاں جو سوراخ ہوتے ہیں انکی خصوصیت یہ ہے کہ وہ کیل کو نہایت مضبوطی سے پکڑ لیتے ہیں - اس مقام پر اب کو اچھے آدمی سیاہ عینکیں لگائے ہوے نظر آتے ہونگے - انکے ہاتھوں میں لچکدار پائپ ہیں - ان پائپوں سے نیلگوں گیس نکلتا ہوا نظر آتا ہوگا - یہ گیس اور اس ایسٹیلین کے شعلے ہیں - جو سخت سے سخت لوہے کو بھی لمحوں کے اندر نرم کردیتے ہیں -

اب آپ جہاز کی کمانیوں کے نیچے کھڑے ہوں - یہ کمانیاں نصف حصہ تک فولاد کی چادروں سے مندھی ہوئی ہیں ٹھن - ٹھن ٹھن .... یہ ہتھوڑوں کی آواز ہے جو مسلسل فولاد کی چادروں پر پڑ رہے ہیں - اور گویا اپنی اہنی ہنسی میں قہقہا لگا رہے ہیں کہ باوجود ایسی ایسی عظیم الشان مشینوں کی ایجاد کے ابتک انسان کی دستی محنت سے صناعۃ بے نیاز نہیں ہوسکی ہے ! !

یہ ہتھوڑے چادروں کے ٹکڑوں کو جا بجا جوڑ رہے ہیں -

فرانس کا ایک جدید ترین جنگی جہاز
(سنہ ١٩١٣ع)

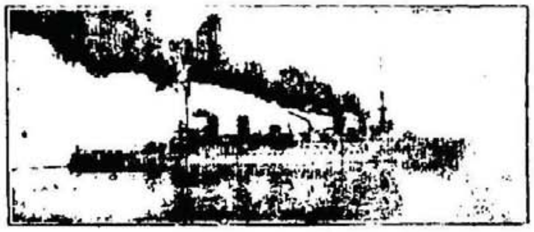

اب ذرا جہاز کے مختلف اجزاء و حصص کی ترتیب سمجھہ لیجیے - سب سے پہلے جہاز کا پیندا ہوتا ہے جسکو انگریزی میں "کیل" کہتے ہیں - اسکے بعد دو باہری طرف اور ادہر کی جانب نکلی ہوئی کمانیاں ہوتی ہیں' جنکو انگریزی میں "رب" کہتے ہیں - یہ کمانیاں پیندے کے دونوں طرف ہوتی ہیں' اور انکی شکل بالکل اس طرح کی ہوتی ہے' جیسی چت لیٹنے کے وقت ہماری پسلیوں سے پیدا ہوجاتی ہے - ہماری پسلیوں پر گوشت اور کھال کا غلاف ہے - اسی طرح جہاز کی ان "پسلیوں" پر بھی آہنی چادروں کا غلاف ہوتا ہے -

اتنا تو آپ خود قیاساً اندازہ کرلےسکتے ہونگے کہ ایک جہاز میں کئی ملیں چھوٹی بڑی کیلیں ہوتی ہونگی جنسے جہاز کی زمین تیار ہوتی ہے -

(کمپریسر)

پورٹسموتھہ کی تعمیرگاہ میں ایک کمپریسر (یعنی ہوا کو دبانے والی مشین) ہوتی ہے - یہ مشین ہر منٹ میں ۴ ہزار فیٹ مربع ہوا کو فی انچ ۸۰ پونڈ وزن کے اوسط سے دباتی ہے - یعنی اسکی ایک انچ ہوا میں اتنی طاقت ہوتی ہے جتنی ایک سو پاونڈ وزن کی کسی چیز میں ہوسکتی ہے !

اس سے آپ اندازہ کرلیں کہ جب ہوا دبائی جاتی ہے تو اسمیں کتنی طاقت پیدا ہوجاتی ہے ؟

اس مشین کے جوڑنے اور چلانے میں بڑی رقم صرف ہوتی ہے - اسکا ہر ہینڈل ڈول جب چلتا ہے تو ۵۳ پونڈ خرچ کراتا ہے' اور پھر ایسے ہنڈل ڈول ایک دو نہیں بلکہ بہت سے درکار ہوتے ہیں -

(ہوائی ہتھوڑے)

یہاں آپکو ہوائی ہتھوڑے بھی نظر آئینگے - ان میں سے ہر ہتھوڑے کی ایک ضرب کا وزن ۳۴ پونڈ ہوتا ہے - ان ہتھوڑوں تک ہوا ربر کے پائپوں میں سے آتی رہتی ہے جو دیگ کے گرد سانپ کی طرح پیچ کھائے پڑے رہتے ہیں - ان ہوائی ہتھوڑوں کے چلانے کے لیے ہاتھہ کی سخت گرفت کی ضرورت ہوتی ہے - ابتدا میں مزدوروں نے انکے چلانے سے انکار کردیا تھا - کیوں کہ انکے چلانے کے بعد انکے ہاتھہ اور بازو مجسم رعشہ ہوجاتے تھے - واقعی انکی یہ شکایت بجا تھی ان عفریت طاقت ہوائی ہتھوڑوں کے پکڑنے سے انکے عضلات اور اعصاب کانپنے لگتے ہیں - مگر عادت کا دیو بھی کچھہ کم مضبوط نہیں ہے - مزدور جب چند دن تک کام کرتے رہتے ہیں تو بتدریج عادی ہوجاتے ہیں' اور اسکے بعد انہیں ذرا بھی تکلیف نہیں ہوتی

(کرین اور گینٹری)

جب جہاز کا ڈھانچہ راستہ میں ہوتا ہے اور اسکا اساسی و اصلی حصہ بنایا جاتا ہے' نیز جب وہ پانی میں اتار دیا جاتا ہے اور اسکے باقی حصہ کی تکمیل ہوتی ہے' تو ان دونوں حالتوں میں وزنی چیزوں کے اٹھانے کیلیے کرین اور گینٹری نامی آلات بار برداری کی ضرورت ہوتی ہے - ایک گینٹری کی قیمت ۴۰ ہزار پونڈ ہے -

۲۵۰ ٹن کا ایک کرین جسکا قطر ۱۰۰ فیٹ کا ہو اور وہ بوجھہ کو سطح زمین سے ۱۶۵ فیٹ کی بلندی پر اٹھا لیجاتا ہو ۴۰ ہزار سے بھی زیادہ قیمت پر ملتا ہے !

یہ تو صرف اسکی قیمت تھی - اب اسکے نصب کرنے کے مصارف کو بھی سامنے لاییے تو فی کرین ۵۰ ہزار پونڈ صرف ہوتے ہیں ! !

(بحری معمار)

جہاز کی تعمیر گاہ میں تربیت یافتہ بحری معماروں کا ایک معقول اسٹاف ہونا چاہیے - کیونکہ جب امیر البحر کے صیغہ تعمیر سے کسی نئے جہاز کا خاکہ آتا ہے تو وہ اسی اسٹاف کو دیا جاتا ہے - اس خاکے میں جہاز کے بعض اصلی خطوط دکھادیے جاتے ہیں - خاکے کے بقیہ حصہ کی تکمیل نقشہ کشی (ڈرائنگ) کے دفتر کے اسٹاف کا کام ہے -

تکمیل کے بعد خاکہ ایک اور صیغہ میں چلا جاتا ہے - یہاں اس خاکے کے مطابق پتلی لکڑی کا ایک جہاز نمونہ کے طور پر بنادیا جاتا ہے ' مگر وہ جوڑا نہیں جاتا - یعنی اسکے تمام حصے علحدہ علحدہ رہتے ہیں - یہ لکڑی کا جہاز اسٹیل ورکس (معمل فولاد) میں بھیجدیا جاتا ہے - اسٹیل ورکس میں ان لکڑی کے پرزوں کے نمونے پر فولاد (اسٹیل) کے پرزے ڈھلتے ہیں -

جب پرزے ڈھلکر آنے لگتے ہیں تو اسوقت سے تعمیر کا اصلی کام شروع ہوجاتا ہے ' لیکن ڈھلائی کے آغاز سے پہلے صرف خاکہ بنانے اور لکڑی کے نمونہ وغیرہ کے کام میں ۶ مہینہ لگ جاتا ہے !

(آہنی جلد)

جب چادروں پر چادریں رکھدیتے ہیں - جب کہیں جاکر جہاز کی عظیم الشان آہنی جلد تیار ہوتی ہے - ۲ - مہینہ میں جہاز اس قابل ہوجاتا ہے کہ اسکی جلد پر محافظ زرہ رکھی جائے - تاہم اسوقت تک یہ زرہ چڑھائی نہیں جاتی جب تک کہ جہاز پانی میں اتر نہیں جاتا - آغاز ساخت سے ۹ مہینہ کے بعد جہاز کو اس قابل ہوجانا چاہیے کہ اس میں آگے بڑھانے والی (پراپلر) مشین لگائی جا سکے

جب پانی کے اندر رہنے والا حصہ اپنی جگہ پر جڑ جاتا ہے تو جہاز پانی میں اتارا جاتا ہے - اسکے بعد اندرونی حصے کے جوڑنے کے دقت طلب کام کا نمبر آتا ہے - جہاز جسوقت پانی میں اتارا جاتا ہے ' اسوقت آہنی جلد ' بالائی سطح ' اور داخلی انتظامات کا ایک سرسری خاکہ ہوتا ہے ' مگر آغاز ساخت سے دو سال کی مدت میں عموماً بالکل مکمل ہوجاتا ہے -

(ابقیہ تتلی)

ایجنٹوں کیلئے کمیشن

نہایت معقول ہے ہفتہ وار اور روزانہ ' دونوں کیلیے

جرمن نو آبادیاں

شہزادہ بسمارک اپنے زمانہ میں دنیا کا ایک سب سے بڑا سیاسی انسان تھا - وہ جب تک جرمنی کا وزیر اعظم رہا اس نے ہمیشہ اپنی تمامتر توجہ اور کوشش ملک کی اندرونی اصلاح اور استحکام تک محدود رکھی ' اور جرمن مدبروں کے شور و غوغا کے با وجود اسنے کبھی بھی نو آبادیوں کے قائم کرنے کی طرف توجہ نہ کی - اسکا نتیجہ یہ نکلا کہ اس میدان میں انگلستان ' فرانس ' اور روس سبقت لیگئے - لیکن جب تجارت کی ترقی اور اطمینان و فارغ البالی کیوجہ سے جرمن قوم میں روز افزوں ترقی ہونے لگی اور جرمن حوصلوں اور ہمتوں کے لیے جرمن قلمرو ناکافی ثابت ہوئی تو نو آبادیوں کی فکر دامنگیر ہوئی ' اور افریقہ اور چین میں چند نو آبادیاں قائم کی گئیں -

اگرچہ یہ نو آبادیاں سیاسی اور تجارتی حیثیت سے چنداں اہم نہیں ہیں ' خصوصاً دماغ ' محنت ' اور روپیہ کی ان قربانیوں کی تو ہرگز مستحق نہیں ہیں ' جو جرمنی نے ان نو آبادیوں کے حاصل کرنے کے لیے کی ہیں ' تاہم اشک شوئی کا سہارا ضرور تھیں - لیکن موجودہ جنگ سے جرمنی کو سب سے پہلا نقصان یہ پہنچا ہے کہ اسکی نو آبادیاں ایک ایک کرکے اسکے ہاتھہ سے نکلی چلی جا رہی ہیں ' اور اگر یہی رفتار رہی تو خوف ہے کہ جرمنی شاہنشاہی جو نہایت سخت عرقریز اور جانفشاں کوششوں کے بعد یورپ کے دایرہ سے نکلکر افریقہ اور ایشیا تک پہنچی تھی ' کہیں سمٹکے پھر اسی یورپین مقبوضات کے دائرہ میں نہ آجائے ' جسمیں وہ بسمارک کے وقت میں محدود تھی -

مسٹر چرچیل سابق وزیر جنگ برطانیہ و حال وزیر صیغۂ بحریہ

چین میں " کیا چوا " کو جاپانی بیڑے نے محصور کر لیا ہے - اب وہ مرکزی حکومت سے بالکل منقطع ہوگیا ہے -

ادھر افریقہ میں ٹوا گلنیگ اسکے ہاتھہ سے نکل چکا ہے - یہاں دنیا کا ایک سب سے بڑا لا سلکی (بے تار کی تار برقی کا) اسٹیشن تھا - ریلوے لائنیں تھیں جو اچھی طرح چل رہی تھیں اور انسے معقول نفع ہوتا تھا - مقام بنجلی میں کچے لوہے کی کانیں بھی ہیں جنسے ۷۰ فیصدی کار آمد لوہا نکلتا ہے - جرمنی یہاں ایک لوہے کا کارخانہ بھی قائم کرنیوالی تھی -

مقام ہربرٹ شو بھی جرمنی کے ہاتھہ سے نکلگیا ہے - "ہربرٹ شو" نیو پومبر نیا میں واقع ہے جو بحر پیسفیک کے جنوب میں ہے - یہ مقام جرمن نیو کالینا کا پایہ تخت تھا اور یہاں جرمن گورنر رہا کرتا تھا -

یہ سمجھنا تو بالکل حماقت ہوگا کہ جرمنی کو پیشتر سے ان نقصانات کی اطلاع نہ تھی - کیونکہ کم از کم مشرقی افریقہ کی نو آبادیوں کے متعلق جو برٹش طاقت سے بالکل ملحق ہیں ' یہ بالکل ظاہر بات تھی کہ چند گھنٹوں کے اندر ہی انگلستان ان پر قبضہ کرلیگا - پس معلوم ہوتا ہے کہ اس نے اپنی قسمت کا اصلی فیصلہ یورپ کے میدان جنگ ہی کو قرار دیا ہے اور سمجھتی ہے کہ یہاں کا فیصلہ تمام کرۂ ارضی کیلیے نافذ ہوگا !

Printed And Published b A. K. AZAD at the HILAL Electrical Prt. and Publg. House, 14 Macleod Street, CALCUTTA.